مئی ۲۰۱۸ء / رمضان ۱۴۳۹ھ

روزہ کیا ہے؟

روزہ جسم کے ہر عضو کو تسکین بخشتا ہے، اور ہر قوت کو بے راہ روی سے روکتا ہے۔ گویا روزہ اہلِ تقویٰ کی لگام، اپنے نفس سے جہاد کرنے والوں کی ڈھال، اور ابرار و مقرّبین کی ریاضت ہے۔ تمام اعمال میں روزہ ہی ایک ایسا عمل ہے جو صرف رب العالمین کے لیے ہے، کیونکہ روزے دار صرف اسی کی خاطر اپنا جائز کھانا پینا اور شہوت بھی چھوڑ دیتا ہے۔ وہ اپنی نفسانی خواہشات و مرغوبات اور دنیا کی لذتیں صرف اللہ کی محبت اور اس کی رضاجوئی کے لیے ترک کرتا ہے۔ اس طرح روزہ بندے اور اس کے رب کے درمیان ایک راز ہے، اور اس راز کی کیفیت کو اس کا رب ہی جانتا ہے۔

(مختصر زاد المعاد: صفحہ ۴۷، امام ابن القیم رحمہ اللہ)

مئی ۲۰۱۸ء / رمضان ۱۴۳۹ھ

بدل اشتراک......فی شمارہ: **15** روپے • سالانہ: **150** روپے

پتہ

دفتر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی ۱۴-۱۵، چوناوالا کمپاؤنڈ، مقابل بیسٹ بس ڈپو، ایل۔ بی۔ ایس مارگ، کرلا ویسٹ ممبئی-۷۰

SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI

14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 70.

Phone : 022-26520077 / Fax : 022-26520066 • ahlehadeesmumbai@gmail.com

@JamiatSubai subaijamiatahlehadeesmum SubaiJamiatAhleHadeesMumbai

www.ahlehadeesmumbai.org • aljamaahmonthly@gmail.com

نگارشات

حلقۂ قرآن	مقصد صیام	محمد ایوب اثری	3
اداریہ	ماہ رمضان سے ہم نے کیا پایا؟	محمد مقیم فیضی	6
عقیدہ ومنہج	اللہ تعالیٰ عرش پر ہے ہر جگہ نہیں	محمد مقیم فیضی	10
معاشرتی مسائل	رمضان میں گناہ کی عادت سے نجات کیسے پائیں؟	سرفراز فیضی	14
احکام ومسائل	رمضان وصیام: مختصر احکام ومسائل	ابوعبداللہ عنایت اللہ سنابلی مدنی	21
خصوصی مضمون	مختصر مسائل زکاۃ	محمد مقیم فیضی	28
آئینۂ جمعیت و جماعت	رپورٹ سالانہ کارکردگی	دفتر صوبائی جمعیت	43
آئینۂ جمعیت و جماعت	جماعتی خبریں	دفتر صوبائی جمعیت	48

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے۔

حلقۂ قرآن

مقصد صیام

محمد ایوب اثری

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ) (البقرہ:۱۸۳)

ترجمہ : اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

تشریح : اس آیت کریمہ کے ذریعہ روزہ رکھنے کا عظیم مقصد تقویٰ کا حصول بتلایا گیا ہے کیونکہ تقویٰ انسان کے اخلاق و کردار کے سنوارنے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

قارئین کرام : اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک اہم رکن ماہ رمضان کا روزہ رکھنا ہے اور صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع کرنے سے رک جانے کا نام روزہ ہے۔قرآن وسنت کی روشنی میں جب ہم روزہ کی حقیقت کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں تو کہیں اسے متقی بننے کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے تو کہیں ’’**الصيام جنة**‘‘ کہا گیا ہے یعنی روزہ ڈھال ہے، تو کہیں ’’**الصيام والقرآن يشفعان للعبد يوم القيامة**‘‘ کہا گیا ہے یعنی روزہ قیامت کے دن بندہ کے لئے سفارشی بن کر آئے گا اور کہیں ’’**من صام رمضان إيمانا واحتسابا غفرله ما تقدم من ذنبه**‘‘ کہہ کر گناہ ومعاصی کی مغفرت کا پروانہ دیا گیا ہے۔یعنی جس نے رمضان کا روزہ ایمان اور احتساب کے ساتھ رکھا اس کے پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے، اسی طریقے سے جنت کے ایک دروازے کا نام ’’ریان‘‘ ہے جس سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوگا۔اس کے علاوہ اور بے شمار مقاصد وفوائد ہیں جس کا احاطہ کرنا اس مختصر سی تحریر میں مشکل ہے، اب اس کے بنیادی مقصد وکردار کے تعلق سے کچھ باتیں حوالہ قرطاس کی جارہی ہیں اس دعاء کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہم تمام کو اس کا عامل وفاعل بنائے۔(آمین)

حصول تقویٰ : تقویٰ کے لغوی معنی بچنے اور حفاظت کرنے کے ہیں اور دینی اصطلاح کی رو سے طاعت کے کاموں میں اخلاص اور معصیت کے تمام کاموں سے احتراز و پرہیز کرنے کا نام تقویٰ ہے، اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کما حقہ تقویٰ کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں ’’**هو أن يطاع فلا يعصى، ويذكر فلا ينسى،ويشكر فلا يكفر**‘‘ یعنی تقویٰ یہ ہے کہ انسان ہر حال میں اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کرے اور اس کی نافرمانی سے بچے اور ہمہ وقت اللہ کو یاد رکھے اور اس سے غافل نہ ہو اور اللہ کی نعمتوں پر اس کا

شکر ادا کرتا رہے ناشکری نہ کرے۔ یہ رہا تقویٰ کا معنی اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ روزہ تقویٰ کے حصول کا ذریعہ ہے تو تقویٰ کی اہمیت وفضیلت کیا ہے؟ یا متقی بن جانے کے بعد کچھ مزید انعام واکرام سے نوازا جائے گا تو اس تعلق سے اللہ کا ارشاد ہے: (إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ) (المائدہ:۲۷) یعنی اللہ تقویٰ والوں کا ہی عمل قبول کرتا ہے اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ زیادہ عمل کرنے کے بجائے اس بات کا زیادہ اہتمام کیا کرو کہ تمہارے کئے ہوئے اعمال اللہ کے یہاں مقبول ہوجائیں اور دوسری جگہ فرمایا: (إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ) (الحجرات:۱۳) یقینا اللہ کے نزدیک تم میں سب سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے۔ اب چند احادیث ملاحظہ فرمائیں جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ایک مومن کی زندگی میں تقویٰ اور پرہیزگاری کی کیا اہمیت ہے آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا: ''**اتق الله حيث ما كنت واتبع السيئة الحسنة تمحها**'' (بخاری،مسلم) تو جہاں کہیں بھی ہو اللہ سے ڈر اور برائی کے پیچھے نیکی کر وہ برائی کو مٹادے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آ۔ اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہا: ''**أوصيك بتقوىٰ الله في سرأمرك وعلانيته**'' (مسند احمد) میں تجھ کو خفیہ طور پر اور علی الاعلان ہر حال میں اللہ کے تقوے کی وصیت کرتا ہوں اور رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سا عمل سب سے زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل کرائے گا؟ اس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''تقویٰ اور حسن اخلاق'' (ترمذی:۲۱۶) تقویٰ وہ صفت خاص ہے کہ اس کے حصول کیلئے نبی اکرم ﷺ دعائیں مانگتے تھے ''**اللهم إني أسئلك الهدىٰ والتقى والعفاف والغنى**'' (مسلم) اے اللہ میں تجھ سے ہدایت تقویٰ پاکدامنی اور بے نیازی کا سوال کرتا ہوں۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ رقمطراز ہیں : روزہ سے مقصود یہ ہے کہ انسان نفسانی خواہشوں اور عادتوں کے شکنجے سے آزاد ہوسکے اس کی شہوانی قوتوں میں اعتدال پیدا ہو اور اس ذریعہ سے وہ سعادت ابدی کے گوہر مقصود تک رسائی حاصل کرسکے اور دائمی زندگی کے حصول کیلئے اپنے نفس کو پاک کرسکے بھوک اور پیاس سے اس کی ہوس کی تیزی اور شہوت کی حدت میں تخفیف ہو اور یہ بات یاد آئے کہ کتنے مسکین ہیں جو نان شبینہ کے محتاج ہیں وہ شیطان کے راستوں کو اس پر تنگ کردے اور اعضاء وجوارح کو ان چیزوں کی طرف مائل ہونے سے روک دے جن میں اس کی دنیا وآخرت دونوں کا نقصان ہے، اس لحاظ سے یہ اہل تقویٰ کی لگام، مجاہدین کی ڈھال اور نیک ومقرب لوگوں کی ریاضت ہے۔ (زادالمعاد:۱/۲۷)

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ لکھتے ہیں : روزے کے حکم سے مقصود یہ نہیں ہے کہ انسان فاقہ کرے اور اپنے جسم کو تکلیف ومشقت میں ڈالے بلکہ اس سے اصل مقصد نفس انسانی کی اصلاح وتہذیب ہے۔ تاکہ روزے دار کے اندر تقویٰ کی قوت پیدا ہو اور نفسانی خواہشات پر قابو پانے کا سبق

سیکھے۔(ترجمان القرآن:۱۳۹/۲)

لیکن یہ اس وقت ممکن ہے جب روزہ کو اس کے آداب وشروط کے ساتھ رکھا جائے کیونکہ روزہ اور اس کے آداب وشروط ’’جسم اور روح‘‘ کی طرح ہیں جس طرح جسم سے روح نکل جانے کے بعد جسم تو رہتا ہے مگر جسم بے اثر اس کا کوئی رول اور کردار نہیں ہوتا وہ نہ اپنا تحفظ کرسکتا ہے اور نہ غیر کا اس میں مدافعت کی کوئی صلاحیت نہیں ہوتی کیونکہ جسم اور اس کے تمام اعضاء تو ہیں مگر روح نہیں ہے بالکل ٹھیک اسی طرح اگر کوئی شخص روزہ تو رکھتا ہے مگر اس کے آداب وشروط کو ملحوظ نہیں رکھتا تو ایسا روزہ بھی کوئی اثر پیدا نہیں کرسکتا جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک شخص جس طرح رمضان سے پہلے رہتا ہے ویسا ہی ایک مہینے کی طویل ریاضت کے بعد بھی۔ جیسا کہ حدیث میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا:’’**من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة أن يدع طعامه وشرابه**‘‘ (بخاری: ۱۸۶۵) جو شخص جھوٹ بولنا اور جھوٹی باتوں پر عمل کرنا ترک نہ کرے (جن کو وہ رمضان کی آمد سے قبل کرتا تھا) تو اللہ کو کوئی حاجت نہیں ہے کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔ بلکہ دوسری حدیث میں رسول ﷺ نے فرمایا:’’**ربّ صائم حظّهُ من صيامهِ الجُوع والعطش**‘‘ کتنے روزے دار ایسے ہیں جن کے نصیب میں سوائے بھوک اور پیاس کے اور کچھ نہیں آتا۔(احمد وصححہ الالبانی رحمہ اللہ فی صحیح الترغیب)

اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:’’**إذا صمت فليصم سمعك وبصرك ولسانك عن الكذب والمحارم ودع أذى الجار وليكن عليك وقار وسكنية ولا تجعل يوم صومك ويوم فطرك سواء**‘‘ جب آپ روزہ رکھیں تو اپنے کان اور اپنی آنکھ اور اپنی زبان کو جھوٹ اور محارم سے بچائیں پڑوسی کو تکلیف دینے سے بچائیں بحالت روزہ سکون ووقار کو لازم پکڑیں روزہ رکھنے والے دنوں اور روزہ نہ رکھنے والے دنوں کو برابر نہ کردو۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ: ۲۷۱/۲) یہ ہے روزہ اور اسکے اغراض ومقاصد جو نقلی دلائل وبراہین اور علماء کے اقوال کی روشنی میں پیش کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ جملہ مسلمانوں کو روزہ کے مذکورہ اسرار ورموز کو سمجھنے کی توفیق ارزانی بخشے اور تادم زیست روزہ کے التزام اور اہتمام کی سعادت سے بہرہ ور کرے۔

(آمین یارب العالمین)

چاند دیکھنے کی دعا

اَللّٰهُ أَكْبَرْ اَللّٰهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ وَالتَّوْفِيْقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى رَبُّنَا وَرَبُّكَ اللّٰهُ۔

اللہ سب سے بڑا ہے، اے اللہ! تو اسے امن، ایمان سلامتی، اسلام اور اس چیز کی توفیق کے ساتھ جسے تو پسند کرتا ہے راضی ہوتا ہے ہم پر طلوع فرما۔ ہمارا اور تمہارا رب اللہ ہے۔ (سنن الدارمی:۱۶۸۷)

اداریہ

ماہ رمضان سے ہم نے کیا پایا؟

محمد مقیم فیضی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

''زمانے بھر نیکیاں کرتے رہو، اور رحمت الٰہی کے جھونکوں کے روبرو ہولیا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں کے جھونکے چلاتا رہتا ہے، اور اپنے بندوں میں سے جنھیں چاہتا ہے ان سے نواز دیتا ہے، اور اللہ سے اپنے عیوب کی پردہ پوشی کا سوال کرلو اور اپنے خوفوں سے امن مانگ لیا کرو۔ (طبرانی فی الکبیر، دیکھیے الصحیحۃ للالبانی:۱۸۹۰)

حضرت مناوی فتح القدیر میں اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

''یعنی ان کی راہیں چلا کرو یہاں تک کہ وہ تمہاری عادت، طبیعت اور فطرت بن جائیں، ہاں جستجو کو دائمی رکھو، ممکن ہے ان جھونکوں میں سے کوئی جھونکا تمہیں مل ہی جائے اور تم خوش بختوں میں شامل ہوجاؤ''۔

محترم بھائیو! رمضان المبارک وہ مہینہ ہے جس میں رحمت کے جھونکے مسلسل چلتے ہیں، الطاف وعنایات کی بارش ہوتی ہے، مرادوں کی جھولیاں بھرنے والا علانیہ مرادیں پوری کرتا ہے، سوالیوں کو مانگنے پر ابھارتا ہے، پھر جھولیاں بھر بھر کر دیتا ہے۔ اور ایسا بازار لگاتا ہے جس میں دام اونچے ملتے ہیں۔ اس بازار میں نیکیوں اور طاعتوں کے ہیرے جواہرات فروخت کئے جاتے ہیں، اس لئے اے عقلمندو! اپنی دکانیں لگالو اور دام کھرے کرلو اور تجوریاں بھرلو۔

اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کو اپنے مومن بندوں کے لئے مختلف قسم کی حصولیابیوں اور نوازشوں سے بہرہ اندوز ہونے کا سنہرا موقع ٹھہرایا ہے، اللہ تعالیٰ کی چاہت ہے کہ اس کے منتخب بندے اس ماہ مبارک سے پوری طرح فیضاب ہوں، اپنا عقیدہ سنوار لیں، ایمان کو بلندیوں پر لے جائیں، اخلاقی رفعتوں سے مالا مال ہوجائیں، عبادات محضہ کے ساتھ ایثار اور قربانیوں کے خوگر بنیں اور نفس کی ایسی تربیت کرلیں کہ وہ راہ تقویٰ وتزکیہ کا مسافر بن جائے، اور اس کے سفر کا اختتام جنت پر ہو۔

رمضان المبارک کا پورا نقشہ اور خاکہ جو قرآن وسنت کے نصوص، سیرت طیبہ اور تعامل صحابہ وائمہ دین سے ہمارے سامنے آتا ہے وہ کچھ اس طرح ہے۔

رمضان کی آمد سے پہلے ہی اس کے استقبال کی تیاریاں شروع ہوجاتی ہیں اس کا حددرجہ اہتمام ہونے لگتا ہے اور اس اہتمام کا اثر آسمان سے زمین تک نظر آتا ہے، لوگ چاند دیکھنے

نکل پڑتے ہیں نگاہیں آسمان پر ہلال رمضان کو تلاش کرنے لگتی ہیں اور جیسے ہی اس کی رونمائی ہوتی ہے زبانوں پر استقبالیہ ورد شروع ہوجاتا ہے: ''**الله اكبر، اللهم اهله علينا بالأمن و الإيمان، والسلامة والاسلام، والتوفيق لما تحب وترضى، ربنا وربك الله**''۔

اللہ سب سے بڑا ہے، اے اللہ تو اسے امن وایمان، سلامتی واسلام اوران چیزوں کی توفیق کے ساتھ جنھیں تو پسند کرتا ہے اور جن سے تو راضی ہوتا ہے ہم پر طلوع فرما، (اے چاند) ہمارا اور تمہارا رب اللہ ہی ہے۔

پھر عشاء کی نماز اور قیام اللیل کی تیاریاں شروع ہوتی ہیں مسلمانوں کی بھاری تعداد مسجدوں کا رخ کرتی ہے، ادھر اللہ تعالیٰ جہنم کے دروازے بند کردیتا ہے، جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں، سرکش شیاطین قید کردئے جاتے ہیں، کاروبار رحمت ومغفرت شروع ہوجاتا ہے جہنم سے آزادی کے فیصلے ہونے لگتے ہیں، بہت سے خوش نصیبوں کا بیڑا پار ہوجاتا ہے، حفاظ کرام کا نصیبہ جاگ اٹھتا ہے، مسجدوں میں تلاوت قرآن سے سماں بندھا رہتا ہے، ایسا لگتا ہے انوار کی بارش ہورہی ہے، رحمتوں کی پھواریں آرہی ہیں، اور کبھی کبھی آنکھیں مانو ساون بھادوں ہوجاتی ہیں، گرم گرم آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی ہے، صاف محسوس ہوتا ہے کہ حقیر فقیر مخلوق اپنے عظمتوں والے غنی وحمید پروردگار کے رابطے میں آگئی ہے، سبحان اللہ! بھری بزم میں ایسے راز ونیاز کی فضا ہوتی ہے کہ پڑوسی کو اپنے پڑوسی کی معنوی بلند پروازیوں کی خبر نہیں ہوتی ہے، بندگی کی ذلت وانکساری میں انسانیت کتنی عظیم ہوجاتی ہے!

یہ صرف بشریت کے تقاضے اور طلب ہی نہیں ہوتی بلکہ تعمیل ارشاد خیر البشر کے جذبے سے مومنین کے گھروں میں وقت سحور گہما گہمی شروع ہوجاتی ہے، بچے، بوڑھے اور جوان سبھی اس نیت سے کچھ کھالیتے ہیں کہ برکت ہوگی، آگے طلوع سحر سے غروب آفتاب تک اللہ عزوجل کی رضامندی کے لئے کھانا پانی ترک کردینا ہے۔ اب آنکھوں کو، زبان کو، اعضاء وجوارح کو بھی روزہ رکھنا ہے، ان سے کسی کو دکھ نہ پہنچنے پائے، کسی کی حق تلفی نہ ہو، کوئی ظلم وزیادتی کا شکار نہ ہونے پائے، ورنہ روزہ بے وقعت ہوجائے گا، رب کی نگاہ میں اس کی کوئی قدر وقیمت نہ ہوگی، بہت سے روزے داروں کو بھوک پیاس کی تکلیفوں کے سوا کچھ نہیں ملتا، بہت سے قیام اللیل کرنے والے شب بیداری کی مشقتیں جھیلتے ہیں مگر ان کے ہاتھ محرومیاں ہی لگتی ہیں کیونکہ وہ اس کی روح کو فنا کرچکے ہوتے ہیں، ہاں اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیجیے کہ مردہ عبادتیں رب کی بارگاہ میں اپنا وقار کھودیتی ہیں، ان کی کوئی آبرو نہیں رہ جاتی۔

اسی لئے تو ہدایات دی گئی ہیں کہ روزے میں بیہودگی، برائی اور بے حیائی سے بچو اور اگر تمہارے ساتھ کوئی آمادۂ فساد ہوجائے، گالی گلوچ پر آجائے، اپنی جہالتوں کے مظاہرے کرنے لگے تو اس سے دامن کش ہونے کے لئے یہ کہہ کر جان چھڑالو کہ ارے بھائی میں روزے سے ہوں، بھیا میں روزے سے ہوں۔

یہ بھی تو دیکھو کہ رسول رحمت کا ماہ رمضان کیسے گزرتا تھا،

جبرئیل امین کے ساتھ قرآن کریم کا دور چلتا تھا، پھر تو آپ کی سخاوت وفیاضی کا عالم یہ ہوتا تھا کہ آپ کھلی ہوا کی مانند سب کے لئے نفع بخش ہوجاتے تھے، ہدایات اور ارشادات کی محفلیں جم جاتی تھیں، انفرادی رہنمائی کے سلسلے بھی کم نہ تھے۔ آپ کے مواعظ حسنہ کے انمول موتی کچھ اس طرح دامن صحابہ میں پہنچتے تھے کہ سنو جس نے ایمان کے ساتھ بنیت اجر وثواب رمضان کے روزے رکھے اس کے گزرے ہوئے سب گناہ معاف ہوجائیں گے، جس نے رمضان میں ایمان کے ساتھ بنیت اجر وثواب قیام اللیل کیا اس کے سب پچھلے گناہ معاف ہوجائیں گے، ہمارے اور یہودیوں کے روزوں میں فرق یہ ہے کہ ہم سحری کھایا کرتے ہیں، میری امت اس وقت تک خیر پر رہے گی جب تک افطار میں جلدی کرے گی۔ اس میں ایک واضح پیغام یہ بھی تھا کہ اس کا اپنا امتیاز اور اپنی شناخت ہے وہ کسی قوم یا ملت کا ضمیمہ یا دم چھلہ نہیں بن سکتی ہے۔ اس کے پاس اپنا کامل ضابطہ حیات ہے جو اس کے لئے کامیابی کی ضمانت ہے، اسے کسی اور کتاب، دھرم، ازم اور فلسفے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لیلۃ القدر کی خصوصی اہمیت بتاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسے رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ [اور یہ تلاش بازاروں میں تفریحات اور خریداریوں کے ذریعہ نہیں ہوگی، بلکہ نیکیوں کی تجارت سے ہوگی] فرماتے تھے جس نے لیلۃ القدر میں قیام اللیل کیا بشرطیکہ ایمان والا ہو اور نیت اجر وثواب رکھتا ہو تو اس کے پچھلے سب گناہ معاف کردئے جائیں گے، روزے دار کی دعا کی اہمیت بتاتے ہوئے فرمایا: تین آدمیوں کی دعائیں رد نہیں ہوتیں: روزے دار کی افطار کرنے تک، امام عادل کی اور مظلوم کی دعا۔ اور فرمایا: اللہ ہر افطار کے وقت کچھ لوگوں کو دوزخ سے آزاد کردیتا ہے اور ایسا ہر شب ہوتا ہے۔ فرمایا: روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں: ایک تو افطار کے وقت ہوتی ہے، دوسری اس وقت ہوگی جب اس کی ملاقات اپنے رب سے ہوگی، اور روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بڑھ کر پسندیدہ ہے، یہ بھی خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ثواب کا ضابطہ یہ ہے کہ وہ نیکیوں کو دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھاتا ہے مگر فرماتا ہے روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا (جو یقینا کسی کے بھی تصور سے ماورا ہوگا، وجہ یہ ہے کہ بندہ) میری وجہ سے اپنی شہوتیں اور کھانا پانی ترک کردیتا ہے۔ اگر روزے سے تقویٰ نہ ملا جس کے لئے اللہ نے روزے فرض کئے ہیں اور اخلاقی بگاڑ کی اصلاح نہ ہوئی تو آپ نے فرمایا: جس نے جھوٹی بات اور غلط اعمال ترک نہ کئے تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پانی ترک کردے۔

آپ نے رمضان میں عمرہ کرنے کے متعلق فرمایا کہ حج کے برابر ہے یا میرے ساتھ حج کے برابر ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جو کسی روزے دار کو افطار کرائے گا اسے اسی کے جیسا اجر ملے گا اور روزے دار کے اجر میں کوئی کمی بھی نہیں ہوگی۔ رمضان کے آخری عشرے میں کلی طور پر عبادت الٰہی کے لئے فارغ ہوجانے کی غرض سے آپ مستقل طور پر رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے رہے۔ بعض صحابہ کا معمول تھا کہ وہ کسی غریب یا

متعدد غرباء اور مہمانوں کے بغیر افطار نہیں کیا کرتے تھے بلکہ بعض اوقات تو ایسا ہوتا کہ اپنا کھانا غریبوں کو کھلا کر خود بھوکے رہ جاتے تھے اور دلی خوشی محسوس کرتے تھے۔ صدقات وخیرات میں تو وہ ضرب المثل تھے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ رمضان تو ایک ایسا مدرسہ ہے جس میں دوسروں کی غمخواری اور دکھ درد کو محسوس کرنے کی تعلیم سرفہرست ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ رسول رحمت نے صاف فرمادیا ہے کہ: ''اللہ کو سب سے پیارا وہ شخص ہے جو لوگوں کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچانے والا ہو، اور سب عملوں میں زیادہ محبوب عمل اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ کسی مسلمان کے دل میں خوشی داخل کردی جائے، یا اس کی کوئی تکلیف دور کردی جائے، یا اس کا قرض چکا دیا جائے، یا اس کی کسی وقت کی بھوک مٹادی جائے، اور میں اپنے کسی بھائی کے ساتھ اس کی کوئی ضرورت پوری کرنے چل پڑوں یہ میرے نزدیک اس بات سے بہتر ہے کہ میں اس مسجد میں (یعنی مدینے کی مسجد نبوی میں) ایک ماہ تک اعتکاف کروں، اور جو اپنے غصے کو روک لے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں کی پردہ پوشی کرے گا، اور جو شخص اپنے غصے کو نافذ کرنے کی طاقت کے باوجود اسے پی جائے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے دل کو امید سے بھر دے گا، جو شخص اپنے کسی بھائی کے ساتھ اس کی کوئی ضرورت پوری کرنے چل پڑا یہاں تک کہ اس کا مطلوب پورا ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اسے اس دن ثابت قدم رکھے گا جب (دوسرے) قدم پھسل رہے ہوں گے (اور بداخلاقی عمل کو ایسے ہی فاسد کردیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو بگاڑ دیتا ہے)''۔(طبرانی في الكبير، دیکھیے: الصحيحة:۹۰۶)

اس ماہ مبارک کے رخصت ہونے سے پہلے کئی بار اپنا جائزہ لیں کہ ہمارے اندر کیا بڑھا کیا گھٹا؟ اگر اس میں کوئی صالح تبدیلی محسوس ہو، معنویتوں میں کچھ اضافہ لگے، کچھ بری خصلتوں سے نجات مل گئی ہو تو اللہ کا شکر ادا کریں اور استقامت کی دعا کے ساتھ اسی کی راہ چلتے رہیں۔ اور اگر زندگی اسی سابقہ انداز میں بے ڈھب چلی جارہی ہو اور ماہ رمضان اس پر کوئی مثبت اثر نہ ڈال سکا ہو تو پھر واقعی جائے حسرت وافسوس ہے۔ رب سے زندگی کی خیر مانگیں۔

شہر والوں کی ذمہ داریاں بفضل الٰہی اس ماہ خیر وبرکات میں کچھ زیادہ ہی بڑھ جاتی ہیں، پورے ملک سے علماء ودعاۃ کے قافلے اپنے دعوتی، تعلیمی اور اعلائے کلمۃ اللہ کے منصوبوں کی تکمیل کے اسباب جٹانے کے لئے شہروں کا رخ کرتے ہیں۔ ایسے میں مہمان نوازی کے تقاضوں، علماء اور بزرگوں اور خدام دین کے حقوق کی رعایتوں کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ فیاضی اور سخاوت کے اعلیٰ درجات میں رفق وتواضع کا مقام بہت اونچا ہوتا ہے، اور مخلوق کے لئے آسانیاں پیدا کرنے والوں پر عرش والا خصوصی مہربان ہوتا ہے۔

عالم اسلام میں درد ہی درد بکھرا ہے، غم واندوہ کے لامتناہی سلسلے قائم ہیں، اور امت بڑی غفلت کا شکار ہے۔ اسے اپنی عمومی وخصوصی اور انفرادی واجتماعی دعاؤں میں فراموش نہ کریں اور دعاؤں میں سب سے بہتر دعا ہدایت وتوفیق کی ہوتی ہے، کیونکہ نصرت وحمایت اسی کے ساتھ ہی آتی ہے۔

❖ ❖ ❖

عقیدہ ومنہج

اللہ تعالیٰ عرش پر ہے ہر جگہ نہیں

محمد مقیم فیضی

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ)

کوثری صاحب نے شیخ الاسلام کو اپنے الطاف وعنایات کا خصوصی نشانا مقرر کر رکھا ہے، ان کی تضلیل وتبدیع اور سب وشتم میں ایسے اچھوتے نمونے پیش کرتے ہیں جو تصور سے ماورا ہیں، جناب ان کی تکفیر میں بڑے تیز گام واقع ہوئے ہیں، کوثری صاحب نے اس سلسلے میں محض اپنی ایجادات پر ہی اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ ہر اس ایرے غیرے، ناعاقبت اندیش بدعتی کی ہرزہ سرائیوں کو بھی جمع کیا ہے جو شیخ الاسلام کا دشمن ہے، پھر محض یہ نہیں کہ جناب نے اس کی باتوں کو من وعن تسلیم کرلیا ہے بلکہ اپنی آنت سے بھی اس میں کچھ نجاستوں کا اضافہ کیا ہے، اب اس میں میاں جی کی زبان اور انگلیاں لت پت ہوتی ہوں تو بلا سے، فسق وفجور کی اداؤں، یاوہ گوئیوں اور خروج ومروق کی روش سے تو حضرت کو خصوصی لگاؤ ہے۔

آیئے آپ بھی اس کے کچھ نمونے ملاحظہ فرمایئے :

- اس کا کفر تو متفق علیہ ہو چکا ہے۔ (دیکھئے: مقدمة الكوثرى للرسائل السبكية ۲۷، ۲۴، ۴۸، ۳۵، ۷۹،۶، تبديد الظلام:۱۵۶)
- اس کی تضلیل وتبدیع (اسے گمراہ کہنے اور بدعتی ٹھہرانے) اور زندیقیت پر تو اتفاق واقع ہو گیا ہے۔ (مقدمة للرسائل السبكية ۲۷، ۲۸، تبدید الظلام: ۸۱) یہ تہتر فرقوں میں سے نہیں ہے"۔(تبديد الظلام:۱۶۷)
- ان پر نفاق کی اور اسلامی ستونوں کو ڈھادینے کی بھی تہمت رکھی ہے۔(تبديد الظلام:۸۱، ۱۶۶اور مقدمة الرسائل السبكية:۳۴)
- کیا اس بات کا تصور کیا جاسکتا ہے کہ کوئی خارجی بدعتی مسلمانوں کے درمیان اس سے بھی زیادہ صراحت کے ساتھ بولے گا۔(تبديد الظلام:۱۴۰، مقدمة الرسائل السبكية:۵۲)
- مجسم ہے، اس کے یہاں صریح تجسیم ہے، تجسیم میں اس کا شمار غالیوں میں ہے، وہ کرامیہ سے بھی بڑھا ہوا ہے، اسے غلاۃ تشبیہ میں گنا جاتا ہے۔ (دیکھئے: تبديد الظلام: ۱۷، ۸۰، ۶۳، مقالات الكوثرى:۲۸۵، مقدمة الرسائل السبكية:۷۹)
- حرانی صابیوں کے علوم کا سچا وارث ہے سلف کا ڈھونگ رچانے والا ہے جس کی وجہ سے خیانت وتلبیس کا لبادہ اوڑھنے والا قرار پاتا ہے۔(تبديد الظلام:۸۰)
- ڈھیٹ قسم کا بے حیا اور شوخ ہے، "خارجی" ہے، "خبیث ہے" "سلف وخلف پر ڈھڑلے سے جھوٹ بولنے والا

کذاب اور شیخی خورہ ہے'' ''دروغ باف ہے''، ''افترا پرداز ہے''، ''خرافاتی ہے''، ''شب میں لکڑیاں جمع کرنے والا (حاطب اللیل) ہے،'' باتونی ہے بڑی بکواس کرنے والا ہے''، ''حقیقی معنوں میں فتنہ پرداز ہے''، ''فتنے میں پڑا ہوا ہے''۔ (تعلیق الکوثری علی ذیول تذکرۃ الحفاظ للذہبي:۱۸۷، تبدید الظلام: ۱۴۰، ۱۶، ۱۱۸، ۱۸۶، مقالات الکوثري: ۲۸، مقدمۃ للرسائل السبکیۃ:۵۲،۵۵،۲۱،۵۹،۶۰)

● ''تلبیس کرنے والا ہے''، ''گمراہ ہے گمراہ گر ہے''، ''گمرہی کے پیشواؤں میں سے ہے''، ''اس نے بہت سے بندوں کو گمراہ کیا ہے''، ''اعتقاد و عمل میں منحرف ہے''، ''یہ خبیث بڑے منحرفین میں سے ہے''، ''غالی ہے''، ''جاہل ہے''، ''مسکین (بیچارہ) ہے''، ''بے وقوفی میں غلو کرنے والوں میں سے ہے''، ''اپنی عقل یا دین میں آفت رسیدہ ہے''، ''بدعتی ہے''، ''اہل بدعت میں سے ہے''، ''حشر کی نفی کرنے والے فلسفیوں سے بھی زیادہ بدحال ہے''، ''معتزلہ سے بھی آگے ہے''، ''انحراف میں کرامیہ سے بھی بڑھا ہوا ہے''، ''ایسا بندہ ہے جسے اللہ نے بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے، اندھا کر دیا ہے، بہرا کر دیا ہے، گمراہ کر دیا ہے، ذلیل کر دیا ہے''۔ (مقدمۃ السبکی للرسائل السبکیۃ:۱۹، ۲۷، ۲۹، ۳۰، ۳۲، ۵۴، ۵۵، ۵۹، ۷۶، تبدید الظلام: ۷، ۹، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۳۰، ۶۳، ۶۷، ۸۰، ۸۴، ۱۰۵، اور تعلیقات الکوثری علی ذیول تذکرۃ الحفاظ للذہبي:۱۸۸)

● ''اگر اب تک ابن تیمیہ شیخ الاسلام ہے تو اسلام پر سلام''۔(الاشفاق:۸۹)

● جو ہماری نقل کردہ باتوں سے پوری طرح آگاہ ہوا... پھر بھی اس کی ہمنوائی کرتا رہا اور اسے شیخ الاسلام مانتا رہا اس پر اللہ کی ناراضگی اور غضب نازل ہو''۔(تبدید الظلام:۱۱۸،۱۱۹)

● اگر ہم یہ کہیں کہ آخری ادوار میں اسلام کی آزمائش کسی ایسے شخص سے نہیں ہوئی جو مسلمانوں میں اختلاف پیدا کرنے میں ابن تیمیہ سے زیادہ مضر ہو تو ہم اس سلسلے میں مبالغہ کرنے والے نہیں ہوں گے، جبکہ یہ شخص یہود و نصاریٰ کے لئے نرم اور روادار ہے۔(الاشفاق:۸۶)

● ''گویا یہ (یعنی ابن قیم) اور اس کا شیخ ابن تیمیہ باقیماندہ اسلام اور علوم اسلام کا خاتمہ کرنے کے لئے کوشاں تھے، تاکہ ان سب چیزوں کی تکمیل ہوجائے جن کی تکمیل مغلوں (تاتاریوں) کے ہاتھوں نہیں ہو سکتی تھی''۔(تبدید الظلام:۳۹)

● کوثری نے وثنیت کی تاریخ اور یہ بتانے کے لئے کہ وہ غلبہ اسلام کی وجہ سے زائل ہوجانے کے بعد دوبارہ اسلام میں کیسے سرایت کر گئی؟ ایک لمبی تمہید پیش کی ہے۔

پھر بسیار دروغ گوئی، بہتان تراشی اور فریب کے خوگران علامہ کوثری صاحب کی تگ و دو کا حاصل یہی ہے کہ اسلام میں وثنیت (شرک و بت پرستی) محدثین کے راستے داخل ہوئی ہے جن کے سلسلے کی آخری کڑی شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ہیں۔ **إنا لله وإنا إليه راجعون.** عجب دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد!

کوثری صاحب فرماتے ہیں : ''...ان دشمنوں میں عوام کے لئے سب سے خطرناک اور اغوا کرنے میں حد درجہ طاق وہ لوگ تھے جو آنسوؤں سے بھری سرگیں آنکھوں، طویل گھنی داڑھیوں، برجوں جیسے عماموں اور بوریوں جیسی آستینوں کے ساتھ، بڑے دانوں کی تسبیح جھلاتے ہوئے صالحین کے لبادے میں سامنے آئے، اور یوں ظاہر کرتے ہیں جیسے وہ سید السادات ﷺ کی سنتوں کے داعی ہیں۔

حالانکہ وہ اپنے اندر وہ تباہ کن چیزیں چھپائے ہوئے ہیں جو انہیں باطل ادیان، اور غروب ہوجانے والے مذاہب سے ورثے میں ملی ہیں.. یہاں تک کہ ساتویں صدی کے اواخر میں دمشق میں ایک حرانی پیدا ہوا جس نے ان احمق حشویوں کے مذہب کی طرف دعوت دینے کے لئے خود کو یکسو کر لیا تھا۔ (تبدید الظلام: ۲-۵)

عرض ہے کہ میں نے جب کوثری صاحب کی ان گالیوں کا تتبع کیا جن سے انھوں نے شیخ الاسلام کو نواز رکھا ہے تو وہ سیکڑوں سے متجاوز تھیں اس لئے میں نے اکتا کر ان کی جستجو ترک کر دی۔

اور جو نمونے آپ کے سامنے پیش کر دئے گئے ہیں ان میں غایت درجہ کی عبرت اور اس بات کی فیصلہ کن حجت موجود ہے کہ یہ چر کسی صاحب جن کا نام علامہ زاہد کوثری ہے صحیح اسلام کے پکے دشمن، اور ائمہ اسلام کے خلاف راسخ کینہ پرور ہیں، اور کذب و بہتان تراشی تو ان کے ہاتھ کی چھڑی اور جیب کی گھڑی ہے اور جناب دروغ گوئی، افترا پردازی اور خیانت میں یکتائے زمانہ ہیں، اس باب میں کوئی ان کا ہمسر نہیں ہے۔ اسی لئے یہ حضرت امانت و دیانت کے مقام پر ساقط ٹھہرائے جاتے ہیں، ہاں یہ حقیقت ہے کہ کوثری صاحب فسق و خروج اور دجل و احتیال میں مسلّم امام ہیں۔

اس لئے کہ شیخ الاسلام کے حالات زندگی اہل اسلام کی کتابوں میں مدون ہیں۔

شیخ الاسلام کے سوا وہ کون شخص تھا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ملک شام میں تاتاریوں کی چالوں کو ناکام کیا اور مسلمانوں کی جان مال، آبرو اور ان کی عورتوں کی عصمتوں کو محفوظ کیا۔ جن میں اشاعرہ اور ماتریدیہ بھی شامل تھے۔؟ اور جب ان اشاعرہ اور ماتریدیہ وغیرہ نے اسلام کی نصرت سے منہ موڑ لیا تھا تو اس وقت ابن تیمیہ کے سوا کس نے تاتاریوں کے خلاف اپنی شمشیر بے نیام کی تھی اور سیف و سنان کے ساتھ زبان و قلم سے بھی ان کے ساتھ جہاد کیا تھا؟

اور اسی سے شیخ الاسلام نے اس تاریخی مناظرے میں جس میں انھوں نے مخالفین کا ناطقہ بند کر دیا تھا ان کے خلاف حجت قائم کی تھی، اور اس میں ان کے لئے عبرت ہے [1] درحقیقت امام صاحب کا شکریہ ادا کرنا ان کا فریضہ تھا، مگر انھوں نے شکر گزاری کی بجائے احسان فراموشی اور ناشکری کی راہ اپنائی۔

[1] (دیکھئے: العقود الدریۃ: ۸۳، ۱۱۹، ۱۲۲، ۱۴۲، البدایۃ والنہایۃ: ۱۴/ ۱۵-۱۶)

اور سبائی یہودی رافضیوں کے خلاف یہ عظیم کتاب ''منہاج السنۃ'' کس نے تالیف کی؟

اور اس نصرانی کے خلاف جس نے رسول گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب وشتم کیا تھا ''**الصارم المسلول علی شاتم الرسول**'' جیسی عظیم کتاب کس نے تالیف کی؟ (دیکھیے: البدایة والنهایة: ۱۳/ ۳۳۵-۳۳۶)

اور وہ گرانقدر کتاب ''**الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح**'' کس نے لکھی؟

اور کس نے اہل ذمہ : یہود ونصاری وغیرہ کو پست کرنے کے متعلق سلطان کے ساتھ یہ سخت اور درشت گفتگو کی؟ [1]

[1] (حوالہ مذکورہ: ۱۴/ ۵۴)

اس کے باوجود بلاشرم وحیا یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ شیخ الاسلام ایک وثنی تھے، یہود ونصاری کے ساتھ نرم اور روادار تھے؟

اللہ کی مار ہو دجالوں، فریبیوں، افترا پردازوں اور دروغ بافوں پر۔

اور جہاں تک ان کے شیخ الاسلام سے متصف ہونے کی بات ہے تو ان ناعاقبت اندیشوں میں سے جنھیں اس پر شک ہو وہ ''الرد الوافر'' کی طرف رجوع کریں جس پر بہت سے حنفی اکابر کی تقریظات ہیں جن میں سے ایک علامہ بدر عینی (۸۵۵ھ) بھی ہیں، اور ان کی تقریظ میں کوثری اور کوثریوں کے لئے اور ان کی ہمنوائی کرنے والے بعض دیوبندیوں کے لئے بھی عبرت ہے۔ اور وہ اس لائق ہے کہ اسے آب زر سے اور زبرجد کے قلم سے دلوں کی تختیوں پر لکھا جائے؛ اور میں نے دیکھا کہ شیخ ابوغدہ نے انہیں کئی بار شیخ الاسلام سے موصوف کیا ہے۔ (دیکھئے: بطور مثال: لکھنوی کی ''الأجوبة الفاضلہ پر ان کی تعلیقات: ۹۲، اور انہیں کی تتمات للموقظة للذهبي'': ۱۴۷)

تو کیا ابوغدہ صاحب بھی اپنے شیخ کوثری کی بدعا، ناراضگی، لعنت اور غضب کی زد میں آتے ہیں؟

اب رہے کوثری صاحب کے اہل الحدیث کے وصف میں وہ فرمودات جو انھوں نے اہل الحدیث کو وثنی بنانے کے لئے ارشاد کئے ہیں تو درحقیقت وہ اوصاف کوثری اور کوثریوں کے سوا کسی اور پر چسپاں نہیں ہوتے ہیں، یہ انہیں کے شایان شان ہیں، اہل الحدیث سے قطعی میل نہیں کھاتے، کیونکہ وہ تو آج بھی ہمارے اس دور تک اہل بدعت کا اوڑھنا بچھونا ہیں۔

اور امام ابن قیم نے اہل بدعت کے تعارف میں کیا خوب فرمایا ہے :

فظ غليظ جاهل متمعلم

ضخم العمامة واسع الأردان

اجڈ درشت مزاج جاہل جو خود کو استاد سمجھتا ہے۔

بڑی پگڑی اور کشادہ آستینوں والا ہے۔

(دیکھئے: الماتریدیه للأفغانی: ۱/ ۳۸۶-۳۹۲، قدرے تصرف کے ساتھ)

(ان شاء اللہ جاری ہے)

❖ ❖ ❖

معاشرتی مسائل

رمضان میں گناہ کی عادت سے نجات کیسے پائیں؟

سرفراز فیضی : داعی صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی

جب گناہ انسان کی عادت بن جائے

فرشتے اور انسانوں میں فرق کیا ہے؟ فرشتے اللہ کی معصوم مخلوق ہیں جن کو اللہ نے نافرمانی کا اختیار ہی نہیں دیا، اور انسان اللہ کی بااختیار مخلوق ہے جس کی سرشت میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ گناہ کرے، معصوم فرشتوں کے ہوتے ہوئے اللہ نے یہ گنہگار مخلوق پیدا کی، تاکہ یہ بااختیار مخلوق گناہ کرے، پھر استغفار کے ذریعہ اللہ کی عبادت کریں اور اللہ مغفرت کے ذریعہ ان پر اپنی رحمت فرمائے۔

اس لیے بڑا مسئلہ یہ نہیں کہ انسان سے گناہ سرزد ہوجائے، بڑا مسئلہ یہ ہے کہ گناہ اس کی عادت بن جائے، کیونکہ جب گناہ انسان کی عادت بن جاتا ہے تو یہ عادت انسان کی نفس میں راسخ ہوجاتی ہے، انسان کی فکر ومزاج اس کی اس عادت میں ڈھل جاتے ہیں، عادت انسان کے لاشعور میں پیوست ہوجاتی ہے، ،انسان کی عادتوں سے اس کا کردار تشکیل ہوتا ہے، جب گناہ انسان کی عادت بن جائے تو اس کا کردار فاسقانہ ہوجاتا ہے، انسان اپنی عادت سے پہچانا جاتا ہے، جب گناہ انسان کی عادت بن جاتا ہے تو فسق اس کی شناخت بن جاتی ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

اہل ایمان کی پہچان قرآن مجید میں یہ نہیں بتائی گئی کہ ان سے سرے سے گناہ ہی سرزد نہیں ہوتے، وہ معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں، اہل ایمان کی شناخت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ کبیرہ گناہوں سے بچتے ہیں اور صغیرہ اگر ان سے سرزد ہو بھی جائیں تو اس پر اصرار نہیں کرتے، ان کو فوراً اپنے گناہ کا احساس ہوجاتا ہے اور رب سے رجوع کرکے معافی کے طلب گار ہوتے ہیں۔

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَن يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ

جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہوجائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرتے ہیں، فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے۔ (آل عمران:135)

صغیرہ گناہ اگر عادت بن جائے تو کبیرہ ہوجاتا ہے۔

گناہ اگر چھوٹا بھی ہو تو عادت بن جانے کے بعد وہ بڑا ہوجاتا ہے، صغیرہ گناہ بھی اس وقت تک صغیرہ رہتے ہیں جب تک ان پر اصرار نہ کیا جائے، چھوٹے گناہ پر بھی اگر بندہ اصرار کرلے تو وہ کبائر کی فہرست میں شامل ہوجاتے ہیں، اس لیے علماء کہتے ہیں:

لا صغيرة مع الاصرار ولا كبيرة مع الاستغفار

یعنی اصرار کے بعد صغیرہ گناہ صغیرہ نہیں رہتا وہ کبیرہ ہوجاتا ہے، اور استغفار کے بعد کبیرہ گناہ بھی معاف ہوجاتا ہے۔

صغیرہ گناہ کی عادت انسان کو ہلاکت تک پہنچادیتی ہے، اللہ

کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" إياكم ومحقرات الذنوب كقوم نزلوا في بطن واد فجاء ذا بعود وجاء ذا بعود حتى أنضجوا خبزتهم وإن محقرات الذنوب متى يؤخذ بها صاحبها تهلكه".

"صغیرہ گناہوں سے گریز کرو۔ (اور ان کو حقیر مت سمجھو، غور فرماؤ کہ) کہ کچھ لوگ ایک وادی میں پڑاؤ ڈالتے ہیں، ایک آدمی ایک لکڑی لاتا ہے اور دوسرا ایک لاتا ہے... (ایک ایک کر کے اتنی لکڑیاں جمع ہو جاتی ہیں کہ) وہ آگ جلا کر روٹی پکا لیتے ہیں۔ اسی طرح اگر صغیرہ گناہوں کی بنا پر مؤاخذہ ہوا تو وہ بھی ہلاک کر سکتے ہیں۔" (سلسلہ احادیث صحیحہ ترقیم البانی: 389)

گناہ جب انسان کی عادت بن جاتے ہیں تو اس کے دل کو سیاہ کر دیتے ہیں:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب مومن کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ (داغ) لگ جاتا ہے، اگر وہ توبہ کرے، باز آ جائے اور مغفرت طلب کرے تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے، اور اگر وہ (گناہ میں) بڑھتا چلا جائے تو پھر وہ دھبہ بھی بڑھتا جاتا ہے، یہ وہی زنگ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے: **"كلا بل ران على قلوبهم ما كانوا يكسبون"** "ہرگز نہیں بلکہ ان کے برے اعمال نے ان کے دلوں پر زنگ پکڑ لیا ہے جو وہ کرتے ہیں" (سورۃ المطففین: 14)"۔

(سنن الترمذی: ۳۳۳۴)

گناہ عادت بن جائے تو دل سرکش ہو جاتا ہے۔

گناہ جب بندے کی عادت بن جاتا ہے تو اس کے دل سے اللہ کے لیے حیا نکل جاتی ہے، گناہ کا عادی دل اللہ کے سامنے ڈھیٹ بن جاتا ہے، باغی ہو جاتا ہے، گناہ پر اصرار بندے کی طرف سے اس بات کا اعلان ہوتا ہے کہ اللہ کے حکم کی اس کو کوئی پرواہ نہیں، شریعت کی اس کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں، گناہ کی عادت بندے کو اللہ کے سامنے سرکش اور متکبر بنا دیتی ہے، اس کے دل سے بندگی کی لذت چھین لیتی ہے، جیسے جیسے بندہ گناہ کی لت کا شکار ہوتا ہے دل سے ایمان کا نور دھیما پڑتا جاتا ہے، اللہ کی فرمانبرداری اور تقویٰ میں بندوں کے لیے ایک خاص طرح کی لذت اور سکون رکھا گیا ہے، جب دل گناہ کا عادی ہو جاتا ہے تو دل تقویٰ کی اس لذت سے محروم ہو جاتا ہے۔

گناہ کی عادت دل کو سخت کر دیتی ہے۔

گناہ کی عادت دل کو سخت کر دیتی ہے، دل سے رقت ختم کر دیتی ہے، دل جب گناہ کا عادی ہو جائے تو اس پر نصیحت اثر انداز نہیں ہوتی، دل گناہ کا عادی ہو تو آنکھیں خشک ہو جاتی ہیں، ان آنکھوں سے اللہ کی یاد میں آنسو نہیں بہتے، دل سے ہدایت کے دروازے بند ہو جاتے ہیں، عبرت کا راستے مسدود ہو جاتے ہیں۔

نفس کی بندگی

گناہ کا عادی انسان اللہ کا بندہ نہ رہ کر نفس کا بندہ بن جاتا ہے، وہ اللہ کے بجائے اپنی خواہشات کی پوجا کرتا ہے، اپنی آرزوؤں کو اپنا معبود بنا لیتا ہے۔ انہیں کے بارے میں قرآن کہتا ہے:

أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ.

کیا آپ نے اسے بھی دیکھا جو اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنائے ہوئے ہے۔ (الفرقان: ۴۳)

گناہ پر استمرار جہنم میں لے جانے کا سبب

انسان کی عادات سے اس کے جنتی اور جہنمی ہونے کا فیصلہ

ہوگا، قرآن کی آیات پڑھیں، جہنمیوں کے اعمال کا ذکر جہاں بھی کیا گیا ماضی استمراری کے صیغے کے ساتھ کیا گیا:

بما کانوا یکذبون

بما کانوا یفسقون

کانوا یکفرون بآیات اللہ

سوف ینبئھم اللہ بما کانوا یصنعون

واللہ اعلم بما کانوا یکتمون

سیجزون بما کانوا یفترون

ایسی بے شمار آیتیں قران مجید میں موجود ہیں، یہ آیتیں بتاتی ہے کہ نافرمانی جب انسان کی عادت بن جاتی ہے تو اس کو جہنم تک لے جانے کا باعث بنتی ہے۔

بری عادات سے توبہ کے لیے رمضان کیوں؟

رمضان کے روزے آگ کی بھٹی کی طرح ہیں جس کی تپش سے بندہ کندن بن کر نکلتا ہے، یہ توبہ و استغفار کا یک ماہی پروسیجر ہے، جو لوگ رمضان کی قدر سمجھ کر اس کے پروسیجر کو کما حقہ فالو کرتے ہیں "**غُفرَ له ما تقدم من ذنبه**" کی بشارت کے ساتھ رمضان کو وداع کرتے ہیں۔

رمضان کا مہینہ مغفرت کا مہینہ ہے، اس ماہ بندے کی ساری سرگرمیوں کا محور مغفرت ہوتی ہے، اس کی صبح و شام کی دعائیں اپنے رب سے عفو درگذر کے لیے ہوتی ہیں، رمضان رونے گڑگڑانے اور اپنے رب کو منانے کا مہینہ، توبہ کر کے اپنے گناہ بخشوانے کا مہینہ ہے اور گناہ بخششیں اسی صورت میں جاتے ہیں کہ بندہ گناہوں سے دستبردار ہوجائے، اپنے کیے پر شرمندہ ہو اور اپنے رب کے حضور یہ عزم اور وعدہ کرے کہ وہ آئندہ ان گناہوں سے اپنا دامن داغدار نہیں کرے گا، تب جا کر یہ مہینہ انسان کے لیے مغفرت کا مہینہ بنتا ہے، یہاں غالب کے اس توبہ کی کوئی گنجائش نہیں کی:

صبح کو جام پیا شام کو توبہ کرلی
رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

گناہ سے نجات کے لیے سازگار ماحول

رمضان کا مہینہ ایسے بہت سارے اسباب اپنے ساتھ جمع کرلیتا ہے جو گناہ ترک کرنے پر اس کا تعاون کرتے ہیں، رمضان کے مہینے میں ایمان عروج پر ہوتا ہے، بندے میں اللہ کے لیے قربانی کا جذبہ ہوتا ہے، اللہ کی نگرانی کا خیال دل میں پختہ ہوتا ہے، اردگرد کا ماحول دیندارانہ ہوتا ہے، روزے کی حالت میں نفس کے مطالبہ کو مارنے کی ٹریننگ ہو رہی ہوتی ہے، شیطان قید ہوتا ہے، جنت کے دروازے کھول دیے گئے ہوتے ہیں، جہنّم کے دروازے بند ہوتے ہیں، ہر رات جہنّم سے آزادی کے پروانے لکھے جا رہے ہوتے ہیں، جنت تقسیم ہو رہی ہوتی ہے، گناہوں سے توبہ اور بری عادتوں سے چھٹکارے کے لیے اس سے زیادہ سازگار ماحول کوئی نہیں ہوسکتا، اس لیے رمضان جیسے مہینے کو پاکر بھی اپنی مغفرت نہ کرا پانے والے کے لیے حضرت جبرئیل نے بددعا کی ہے اور اللہ کے نبی ﷺ نے اس پر آمین کہا ہے۔

روزے سے تقویٰ کا حصول

عادت تعلق انسان کی نفس ہے، عادتیں انسان کی نفس کے ساتھ چمٹی ہوئی ہوتی ہیں، نفس انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے، اس نفس کے لیے گناہ میں لذت رکھ دی گئی ہے، **حفت النار بالشھوات**، اس لیے یہ نفس انسان کو گناہ کی طرف کھینچتا ہے، **ان النفس لامارۃ بالسوء**، قیامت کے دن نجات ان لوگوں کے لیے جو اس نفس کو گناہ سے پاک کرلے گئے، **قد افلح من زکاھا**، جہنم ہے ان لوگوں کے لیے جس اس نفس کو

شہوتوں کے حوالے کرکے آلودہ کردیا،وقد خاب من دسّھا۔

اسلام میں عبادات کا جو نظام رکھا گیا ہے اس کی حیثیت محض رسم کی ادائیگی کی نہیں، یہ عبادتیں انسان کے نفس کو پاک کرتی ہیں، ان کا تزکیہ کرتی ہیں، اس سے چمٹی گناہوں کی گندگی کو دھلتی ہیں، نیکیاں دل کی خشک زمین پر بارش کے قطرے بن کر گرتی ہیں، دلکی زمین پر اللہ کی اطاعت کی ہریالی بکھیرتی ہیں، مردہ دلوں کو زندہ کرتی ہیں، عبادتوں کو اگر ان کا حق دیا جائے تو یہ عبادتیں انسان کے کردار کو تبدیل کردیتی ہے، نماز بندے کو فحش اور منکر کاموں سے روکتی ہے، ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر، زکوٰۃ قلب وروح کی پاکیزگی کا سامان مہیا کرتی ہے،

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ.

روزہ دل میں تقویٰ کا نور منور کرتا ہے،

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ.

تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے کے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

جب عبادتیں دل سے نکلتی ہیں تو دل پر اثر انداز ہوتی ہیں، اگر ہماری نمازیں ہمارے کردار پر اثر انداز نہیں ہورہیں، ہمارے صدقہ وخیرات ہماری دل کی دنیا نہیں بدل رہے، ہمارے روزے دل میں تقوے کا نور نہیں بڑھا رہے تو ہم اپنی عبادتوں کی فکر کرنی چاہیے کہ کہیں ہماری عبادتیں تو جھوٹی نہیں کیونہ اللہ کا کلام تو جھوٹا نہیں ہوسکتا۔

گناہ کی عادت سے چھٹکارا کیسے؟

۱)نیّت درست کریں!

نیت کے حوالے سے تین باتوں کالحاظ رکھیں!

۱) روزہ اللہ کے لیے رکھیں!نیّت خالص کرلیں، روزہ ایک عبادت ہے اور اس کی برکتوں کا سارا انحصار نیّت پر ہے، اس لیے سب سے پہلے اپنی نیّت کا احتساب کریں، آپ روزہ اللہ کے لیے رکھ رہے ہیں یا اللہ کے بندوں کے لیے؟ روزہ آپ کے لیے عبادت ہے یا محض ایک رسم کی ادائیگی؟ آپ روزے کے ذریعہ اللہ سے اجر چاہتے ہیں یا مقصد محض لوگوں میں روزہ دار کہلوانا ہے؟ اس عبادت کے پیچھے اللہ کا خوف ہے یا روزہ خور کے طعنوں سے بچاؤ کی نیت؟

عبادت سے اگر اخلاص نکل جائے تو تو وہ عادت بن جاتی ہے، ایسی عبادتیں پھر انسان کے شخصیت اور کردار پر کوئی مثبت اثر نہیں ڈالتی، بلکہ دکھاوے کا روزہ تو روزے دار کے لیے وبال ہے، نبی ﷺ کا فرمان ہے:

من صام یرائی فقد اشرک.

جس نے لوگوں کو دکھانے کے لیے روزہ رکھا اس نے شرک کیا۔(مسند احمد:16690)

۲) پختہ عزم کریں!

عہد کریں کہ اس رمضان کو اپنی زندگی میں تبدیلی لانے والا رمضان بنائیں گے، پختہ عزم کریں کہ اس رمضان سے گناہوں کی زندگی اور بری عادتوں سے نجات حاصل کرلیں گے، انسان کی نیّت کے اعتبار سے اس کی محنتوں میں برکت عطا کی جاتی ہے، انسان کو اس کی طلب کے مطابق عطا کیا جاتا ہے، لیکن رمضان کے شروع ہونے سے پہلے ہی ہماری نیّت رمضان میں سدھر جانے کی ہوتی ہے، رمضان سے سدھر جانے کی نہیں، رمضان میں نمازیں قضاء نہیں کرنی، رمضان میں داڑھی نہیں کاٹنی، رمضان میں موسیقی نہیں سننی، رمضان میں بے پردگی نہیں کرنی، فلمیں نہیں دیکھنی وغیرہ وغیرہ۔

اس نیّت کے ساتھ جب ہم رمضان گذارتے ہیں تو رمضان ہمارے لیے اصلاح اور تربیت کے بجائے قید کا مہینہ بن جاتا ہے، اس طرح رمضان کی برکتوں سے فائدہ اٹھانے بجائے ہمارا رمضان، رمضان ختم ہونے کے انتظار میں گذرتا ہے، اس نیّت سے بندہ رمضان میں برکت کے بجائے شدّت محسوس کرتا ہے، ایسی نیّت رکھنے والا بندہ رمضان ختم ہوتے ہی شیطان کے ساتھ خود بھی آزاد ہوجاتا ہے، رمضان اس کی زندگی میں آکر چلا جاتا ہے لیکن اس کا دامن تقویٰ کی سوغات سے خالی ہی رہ جاتا ہے۔

۳) گناہ کی عادت چھوڑنے کا پختہ عزم کریں، انسان کے عزم میں بڑی طاقت ہے، اس کی ہمّت کے سامنے پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہوجاتا ہے، اس لیے نفس کے مقابلہ میں آئیں، شیطان سے مقابلہ کرکے اس کو مات دیں، انسان گناہ نہیں چھوڑ پاتا کیونکہ وہ لڑائی سے پہلے ہی ہتھیار ڈال دیتا ہے، شیطان دل میں یہ بات راسخ کردیتا ہے کہ "تم یہ عادت نہیں چھوڑ سکتے" انسان شیطان کی بات مان کر دل میں عقیدہ پختہ کرلیتا ہے ہے کہ" یہ عادت مجھ سے چھوٹ نہیں سکتی"

کسی بھی عادت کے سامنے حوصلہ نہ ہاریں، اولوالعزمی کے ساتھ انسان سمندروں کا سینہ چیر سکتا ہے، خود کو نفس کے قابو میں دینے کے بجائے نفس کو اپنے قابو میں کریں، اصلی طاقت ور وہ ہے جو نفس کو اپنے قابو میں کرلے گیا، نبی ﷺ کا فرمان ہے:

المجاهد من جاهد نفسه

مجاھد وہ ہے جو اپنی نفس سے جہاد کرلے۔

(ترمذی:16211)

روزہ ہم کو اپنی نفس سے لڑنا سکھاتا ہے، اپنی نفس کی طلب کو مارنا سکھاتا ہے، سورۃ البقرہ ہی میں صیام کے ساتھ قتال کی فرضیت کا بھی حکم وارد ہوا ہے، صیام اور قتال میں ایک طرح کی مشابہت بھی پائی جاتی ہے، قتال باھر کے دشمن سے لڑائی کا نام ہے تو صیام اپنے اندر کے دشمن کو مات دینے کا، بغیر اندر کے دشمن کو مات دیے باھر کے دشمن کو ہرایا نہیں جاسکتا۔

2) محاسبہ کریں!

انسان جس کے لیے فکرمند ہوتا ہے اس کا حساب کتاب یاد رکھتا ہے، نفع نقصان جوڑتا رہتا ہے، جیسے دنیا دار شخص روزانہ، مہینے اور سال کے حساب سے اپنی کمائی اور نفع ونقصان جوڑتا رہتا ہے، ایمان والا شخص جو اپنی آخرت کے لیے فکرمند ہو اس کو اپنا نفع ونقصان جوڑتے رہنے چاہیے، اللہ رب العزت کا فرمان ہے :

{وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ}[الحشر:18]

ہر نفس کو چاہیے کہ وہ حساب کرتی رہے کہ کل کے لیے اس نے کیا آگے بڑھایا ہے۔

رمضان شروع ہونے سے پہلے اپنے اعمال کا محاسبہ کریں، اس کا مناسب طریقہ یہ ہے کہ کاغذ قلم لے کر بیٹھیں اور صبح سے شام تک اپنے سارے معمولات لکھ لیں، اپنی نیکیاں شمار کریں، اپنے گناہوں کا حساب کریں، نیکیوں اور گناہوں، مفید اور لغو کاموں کی ایک فہرست تیار کریں، اپنا نامہ اعمال خود اپنے سامنے رکھ کر غور کریں کہ قیامت کے دن یہ اعمال آپ کو کس انجام تک پہنچانے والے ہیں۔

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصہ محشر میں ہے
پیش کر غافل عمل گر کوئی دفتر میں ہے

4) اپنی نفس کو چیلنج کریں!

جو داعیے انسان میں عمل اور محنت کا جذبہ پیدا کرتے ہیں ان میں سے ایک قوی داعیہ اپنے آپ کو چیلنج کرنا بھی ہے، انسان جب خود اپنے لیے کوئی ٹارگٹ متعین کرلیتا ہے اور اپنے آپ کو

اس ٹارگیٹ کے حصول کے لیے چیلنج کرتا ہے تو اس کی انا اسے محنت کے راستے پر ڈالتی ہے، اپنے آپ سے جیتنے کا جذبہ ہی ہے جو انسان کو بلند وبالا پہاڑوں کی چوٹیاں سر کرنے سے لے کر فضول گیم کے لیول فتح کرنے تک ہر چیز پر آمادہ کرتا ہے، اس لیے اپنی نفس کو چیلنج کریں کہ رمضان سے گناہ کی فلاں فلاں عادتوں سے ہر حال میں نجات حاصل کر لینی ہے، انسان کے حوصلہ اور ہمت کے آگے پہاڑ جھک جاتے ہیں، سمندر کی لہریں مات کھا جاتی ہیں۔

5) گناہ کے اسباب ختم کر دیں!

ایک کاغذ پر اپنے گناہ کی عادتیں لکھیں جن میں آپ مبتلا ہیں، پھر تجزیہ کریں کہ اس عادت کا شکار آپ کب سے ہیں، اس میں مبتلا کیوں ہوئے، ان سے نجات کیوں نہیں حاصل کر پا رہے، وہ کون کون سے اسباب ہیں جو آپ کو اس گناہ کی طرف لے جاتے ہیں، پھر اللہ کا نام لے کر ان اسباب کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔ مثلا

اگر فجر کی نماز مسلسل ترک کرنے کی عادت میں مبتلا ہیں تو غور کریں اس کی وجہ کیا ہے، اگر اس کی وجہ رات میں دیر تک جاگنا ہے تو پہلے اس سبب کو ختم کریں، رات میں جلدی سونے کی عادت ڈالیں۔

اگر سگریٹ نوشی اور تمباکو خوری کی عادت کے شکار ہیں تو تجزیہ کریں کہ اس کی طلب آپ کو شدید کب لگتی ہے اور اس چیز سے دور رہنے کی کوشش کریں جو آپ کو سگریٹ اور تمباکو جیسی حرام اشیاء کی طرف لے جاتی ہیں، مثلا اگر چائے پینے سے آپ کی سگریٹ کی طلب بڑھ جاتی ہے تو چائے پینا چھوڑ دیں، اور اس کی جگہ اور کوئی مشروب استعمال کریں۔

اگر کسی گناہ کا سبب برے دوستوں کی صحبت ہے کہ جب آپ ان دوستوں کے ساتھ ہوتے ہیں تو خود کو گناہ سے نہیں بچا پاتے تو ان دوستوں سے تعلق ختم کر لیں، ان کی جگہ اچھے لوگوں سے دوستی اور تعلق بنائیں جو نیکی کے کام میں آپ کا تعاون کرنے والے ہیں۔

6) گناہوں کے نتائج پر غور کریں!!

ان گناہوں کے نتائج پر غور کریں کہ یہ آپ کی آخرت اور دنیا کے لیے کس حد تک نقصاندہ ہیں، یہ آپ کے دل کو سیاہ کر رہے ہیں، آپ کو اپنے رب سے دور کر رہے ہیں، یہ گناہ آخرت میں آپ کے لیے کس قدر نقصان اور کیسے کیسے عذاب کا باعث بن سکتے ہیں، ان گناہوں کی خطرناکی اور نقصانات پر غور کریں، ان گناہوں پر وارد وعیدوں کا علم حاصل کریں، ان پر لکھی گئی کتابیں پڑھیں، علماء کے بیانات سنیں۔

کسی گناہ کو حقیر نہ سمجھیں، اللہ کا عذاب بہت سخت ہے، اگر اللہ کسی چھوٹے گناہ پر بھی پکڑ کر لے تو انسان کے لیے بہت بڑی مصیبت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

أُمر بعبد من عباد الله أن يضرب في قبره مائة جلدة ، فلم يزل يسأل الله ويدعوه حتى صارت واحدة ، فامتلأ قبره عليه ناراً ، فلما ارتفع عنه أفاق فقال : علام جلدتموني ؟ قالوا : إنك صليت صلاة بغير طهور ، ومررت على مظلوم فلم تنصره.

" اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کو قبر میں سو کوڑے مارنے کا حکم دیا گیا، وہ اللہ تعالی سے سوال اور دعاء کرتا رہا حتی کہ ایک کوڑا رہ گیا، چنانچہ اس کی قبر آگ سے بھر گئی، اور جب اس سے دور ہوئی اور اسے ہوش آیا تو وہ کہنے لگا:

تم مجھے کوڑے کیوں مارتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: تو

بغیر طہارت کیسے نماز ادا کرتا رہا، اور مظلوم کے پاس سے گزرا اور اس کی مدد تک نہ کی"

علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے اسے صحیح الترغیب حدیث نمبر (2234) میں حسن قرار دیا ہے۔

7) گناہ ترک کرنے کا اعلان کریں!!!

اگر گناہ ایسا ہے جو آپ کھلے عام کرتے رہے ہیں تو ملنے جلنے والوں سے جو بتادیں کہ آپ نے فلاں گناہ کی عادت سے توبہ کرلی ہے، اگر ممکن ہوتو دوسرے لوگ جو اس گناہ میں ملوث دوسرے لوگوں کو بھی اس سے باز آجانے کی دعوت دیں، اس سے اس گناہ کو چھوڑنے میں تقویٰ کے ساتھ حیا کا ایک داعیہ بھی پیدا ہوجائے گا جو گناہ کو چھوڑنے میں آپ کی مدد کرے گا۔

8) علماء سے اصلاحی تعلق قائم کریں!

تعلیم کی طرح تزکیہ بھی ایک معاشرے کی ضرورت ہوتا ہے، جس طرح تعلیم کے لیے استاذ کی ضرورت ہے اسی طرح نفس کے تزکیہ کے لیے بھی مسلسل رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے، نبی ﷺ کی ذمہ داریوں میں قرآن مجید میں تعلیم سے پہلے تزکیہ کا ذکر آیا ہے ،اس لیے دیندار اور شریعت کے پابند علماء سے تعلق رکھیں، یہ تعلق صوفیہ کی طرح بیعت اور پیری ومریدی والا نہ ہو، یہ تعلق نفس اور قلب کی اصلاح کے لیے ہو، صحبت انسان کے اخلاق اور کردار پر بہت پرزور طریقے سے اثر انداز ہوتی ہے، لہذا ایسے علماء کی صحبت اختیار کریں جن کی مجلسوں میں اللہ کی یاد تازہ رہتی ہے، آخرت کی فکر زندہ رہتی ہے، دل میں اللہ کی خشیت جاگتی ہے، تقویٰ کا شجر ہرا بھرا رہتا ہے، دل عبادت کی لذت محسوس کرتا ہے، گناہوں سے گھن پیدا ہوتی ہے۔

9) روزے کو اس کا حق دیں!

علامہ ابن القیم فرماتے ہیں روزہ تین طرح کا ہوتا ہے:

عام لوگوں کا روزہ: پیٹ اور شرم گاہ کا روزہ، یعنی کھانے پینے اور ہم بستری سے پرہیز کرنا۔

خاص لوگوں کا روزہ: نظر، زبان، ہاتھ، پیر، کان، آنکھ، اور جسم کے سارے اعضاء کا روزہ، جس میں روزہ دار جسم کے ان تمام اعضاء کو معصیت اور نافرمانی سے بچا کر رکھتا ہے۔

خاص الخاص لوگوں کا روزہ: یہ دل کا روزہ ہے، یعنی دل کو اللہ کے ماسوا ایسے تمام خیالات اور دنیاوی وسوسوں سے بچا کر رکھنا دل کو اللہ کی یاد سے غافل کرتے ہیں۔

(مختصر منھاج القاصدین:44)

روزے کا اس کا حق دیجیے تو روزہ یقینا تقویٰ کی سوغات دے کر جائے گا۔

10) دعا کریں!

بغیر اللہ کی توفیق کے ہدایت ممکن ہی نہیں، لہذا اللہ سے حسن عمل کی توفیق طلب کریں۔ رمضان دعاؤں کا مہینہ ہے، اللہ سے اپنے لیے ہدایت، استقامت، تقویٰ کی دعا کرتے رہیں، ہدایت، توفیق اور قلب کی صفائی کے لیے اللہ کے نبی ﷺ سے جو مسنون دعائیں وارد ہیں ان کو یاد کریں، ان کے معانی کو سمجھیں اور مسلسل پڑھتے رہیں، اذکار کی کثرت کریں، اس سے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے، دل کا میل کچیل دور ہوتا ہے، عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، گناہ کی رغبت ختم ہوتی ہے، نمازوں کی پابندی کریں، قرآن کی تلاوت کو معمول بنائیں، قرآن میں دل کے ہر مرض کا علاج موجود ہے۔

اللہ ہم سب کو آخرت کے لیے فکر مند بنائے، اس رمضان کو ہماری زندگی میں تبدیلی لانے والا رمضان بنائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

احکام ومسائل

رمضان وصیام: مختصر احکام ومسائل

ابو عبداللہ عنایت اللہ سنابلی مدنی

ماہ رمضان بڑی رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے۔اس مہینہ کا صوم (روزہ) اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک اہم ترین رکن ہے، جو تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔رمضان المبارک کا صوم تقویٰ و پرہیز گاری کا ضامن اور گنہگاروں کیلئے اس مہینہ کی رحمتوں اور برکتوں کے سائے میں رہ کر اپنے گناہوں کو دھلنے اور نیکیاں سمیٹنے کا موسم بہار ہے۔آیئے رمضان اور صیام رمضان کے مختصر احکام ومسائل ملاحظہ کریں۔

رمضان المبارک کے فضائل وخصائص:

اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کو دیگر مہینوں پر بے شمار خصائص وفضائل کے ذریعہ ممتاز بنایا ہے۔چند فضائل درج ذیل ہیں:

۱- ماہِ رمضان المبارک نزول قرآن کا مہینہ ہے۔(البقرۃ :۱۸۵)

۲- رمضان میں ایک ایسی قدر والی رات ہے جو ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔(القدر:۳)

۳- اس ماہ میں سرکش شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں۔(متفق علیہ)

۴- جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔(متفق علیہ)

۵- ہر رات اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔(صحیح سنن ابن ماجہ للالبانی،۱/۱۳۳۱)

۶- نیکیوں کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''رمضان کا عمرہ حج کے برابر ہے'' (متفق علیہ)

۷- صائم کی منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے۔(متفق علیہ)

صوم کا لغوی وشرعی مفہوم:

صوم کے لغوی معنی: رک جانے یا روک لینے کے ہیں، اور **شریعت کی اصطلاح میں** ''مکلف کا عبادت کی نیت سے صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے، پینے اور مباشرت کرنے وغیرہ سے رک جانا'' صوم کہلاتا ہے۔(فتح الباری:۴/۱۲۳)

صوم کی فرضیت:

صوم کی فرضیت شعبان ۲ھ میں ہوئی،اس کی فرضیت کتاب اللہ ،سنت رسول ﷺ اور اجماعِ امت سے ثابت ہے، سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:{ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ }[البقرۃ:۱۸۳]،''اے ایمان والو! تم پر صوم فرض کیا گیا ہے،جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم متقی ہو جاؤ''۔

صحیح بخاری میں حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ سے مروی ہے کہ

ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کہنے لگا: "...أخبر ني بما ذا فرض الله علي من الصيام" "مجھے بتائیے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنے صوم فرض کئے ہیں"، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "شهر رمضان إلا أن تطوع" "ماہِ رمضان کے، الا یہ کہ تم نفلی صوم رکھو" (بخاری)

نیز صوم کی فرضیت پر سلف امت کا اجماع ہے، اس کا منکر مرتد اور اسلام سے خارج ہے۔

صوم کی اہمیت وفضیلت:

صوم کی اہمیت وفضیلت پر بے شمار احادیث دلالت کرتی ہیں، مندرجہ ذیل احادیث ملاحظہ ہوں:

[۱] اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "من صام رمضان إيماناً واحتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه" (متفق علیہ) "جس نے ماہ رمضان المبارک کے صیام ایمان کے ساتھ اور اجر وثواب کی نیت سے رکھے اسکے گذشتہ تمام گناہ معاف کردیئے گئے"۔

[۲] حدیث قدسی میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "كل عمل ابن آدم له إلا الصوم فإنه لي وأنا أجزي به ،والصيام جنة" (متفق علیہ) "ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے صوم کے، کیونکہ وہ میرے لئے ہے، میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، اور صوم (گناہوں اور جہنم کی آگ سے بچاؤ کیلئے) ڈھال ہے"۔

[۳] صوم قیامت کے روز صائم کی سفارش کرے گا، (صحیح الترغیب والترہیب، للالبانی، ۱/۹۷۳)

[۴] صائمین کیلئے قیامت کے روز جنت میں داخلہ کیلئے ایک خاص دروازہ ہوگا جسکا نام "ریان" ہے۔ (متفق علیہ)

[۵] رمضان المبارک پالینے کے باوجود بخشش نہ کراپانے والا ہلاک وبرباد ہے۔ (صحیح الترغیب والترہیب للالبانی، ۱/۱۸۵)

مذکورہ بالا چند احادیث سے صوم کی اہمیت اور فضیلت کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

رمضان المبارک کے خصوصی اعمال وعبادات:

ذیل میں رمضان المبارک میں کئے جانے والے ان خصوصی اعمال وعبادات کا ذکر کیا جاتا ہے جو اس ماہ مبارک میں مشروع ہیں، اور ان میں سے بعض کا تاکیدی حکم ہے، ہمیں چاہیئے کہ ہم ان عبادات کی انجام دہی کرتے ہوئے اپنے گناہوں کو دھونے، اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں جمع کرنے کی کوشش کریں۔

۱۔صوم:

اس ماہ مبارک کی سب سے اہم اور عظیم عبادت صوم ہے، جو تمام مسلمانوں پر فرض ہے، اور اس کا اجر وثواب بے حساب ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے، نیکی کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے، اللہ عز وجل فرماتا ہے سوائے صوم کے، کیونکہ وہ میرے لئے ہے، میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، اپنی خواہشات اور کھانا پینا میری خاطر ترک کرتا ہے، صائم کیلئے دو خوشیاں ہیں، ایک افطار کے وقت اور ایک جب اپنے رب سے ملاقات کرے گا، اور صائم کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک سے پاکیزہ تر ہے" (متفق علیہ)

تاہم یہ اجر وثواب صرف بھوکا پیاسا رہنے سے حاصل نہیں ہوسکتا، بلکہ اس کیلئے کھانے پینے کے ساتھ ساتھ ہر طرح کی غلط کاریوں مثلاً، گالی گلوچ، غیبت وچغلخوری، جھوٹ اور اس طرح کی دیگر لغویات سے پرہیز کرنا از حد ضروری ہے، تاکہ صوم کی

اصل روح 'تقویٰ' مفقود نہ ہونے پائے، جس پر اجر عظیم کا حصول موقوف ہے، اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: ''جو شخص جھوٹ بولنا، اس پر عمل کرنا اور جہالت نہ ترک کرے اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں'' (بخاری)

نیز آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''صوم ڈھال ہے، جب کسی کے صوم کا دن ہو تو فحش کلامی، بیہودہ گوئی اور جہالت کی باتیں نہ کرے، اگر کوئی اس سے گالی گلوچ کرے تو کہہ دے کہ میں صائم ہوں'' (متفق علیہ)

لہٰذا میرے بھائی! ہمیں چاہیئے کہ حالت صوم میں ہر طرح کے فضول اور بیہودہ قول وفعل سے کلی اجتناب کریں، تاکہ ہمارے صیام عند اللہ شرف قبولیت سے ہمکنار ہوں۔

۲۔قیام اللیل (تراویح):

رمضان کی راتوں میں پابندی کے ساتھ تراویح کی ادائیگی کا اہتمام بڑے اجر وثواب کا کام ہے، حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **''من قام رمضان إيماناً واحتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه''** (متفق علیہ) ''جو شخص ماہ رمضان میں ایمان اور اجر وثواب کی نیت سے قیام اللیل کرتا ہے اسکے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں''۔

نیز پابندی کے ساتھ اخیر تک تراویح مکمل کرنے سے اجر وثواب دوبالا ہوجاتا ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے امام کے ساتھ اخیر تک قیام اللیل کرتا ہے اس کیلئے رات بھر کا قیام اللیل لکھ دیا جاتا ہے'' (صحیح الجامع: ۱۶۱۵)

تراویح، صلاۃ اللیل، قیام اللیل اور تہجد ایک ہی چیز کے کئی نام ہیں، اس کی مسنون تعداد وتر سمیت گیارہ یا تیرہ رکعت ہے، (بخاری) البتہ اس سے کم وبیش پڑھنے کی بھی اجازت ہے، قیام اللیل سے متعلق کئے گئے سوال کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیام اللیل دو دو رکعت ہے، جب تم میں سے کسی کو صبح ہونے کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت پڑھ کر ماسبق کو وتر بنالے'' (متفق علیہ)

۳۔تلاوت قرآن کریم:

ماہ رمضان نزول قرآن کا مہینہ ہے، جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کو ماہ رمضان میں قرآن کا دور کراتے تھے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: {شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيَ أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ} [البقرۃ: ۱۸۵] ''ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا''۔

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیئے کہ اس ماہ میں کثرت سے کتاب اللہ کی تلاوت کرے، اور اللہ سے رو کر اپنے گناہوں کی معافی طلب کرے۔

اور اس مناسبت سے سلف صالحین صحابہ کرام وغیرہم سے بڑا اہتمام منقول ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، قتادہ رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام زہری رحمہ اللہ، سفیان ثوری رحمہ اللہ وغیرہم رمضان المبارک میں اپنے تمام کاموں کو چھوڑ کر تلاوت قرآن میں منہمک ہوجاتے تھے۔

۴۔صدقہ وانفاق:

رمضان میں صدقہ وانفاق بھی ایک مبارک عمل ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان میں کیا گیا صدقہ سب سے افضل ہے'' (ترمذی)، نیز حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ فیاض تھے، اور رمضان میں جبریل علیہ السلام کی ملاقات پر آپ کا جود وکرم اور بڑھ جاتا، حتیٰ کہ آپ رحمتوں اور برکتوں سے لدی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ

سخی ہوجاتے'' (بخاری)۔

صدقہ وانفاق کی چند صورتیں یہ ہیں:

☆ کھانا کھلانا: کھانا کھلانے کیلئے کھانے والے کا فقیر اور فاقہ کش ہونا ہی شرط نہیں ہے، بلکہ ہر کسی شخص کو کھانا کھلانا بھی اس میں شامل ہے۔

☆ صوم رکھنے والوں کو افطار کرانا: اس کام کی بڑی فضیلت وارد ہے، رسول گرامی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے صائم کو افطار کرایا، اسے اسی کی طرح اجر وثواب ملے گا، اور صائم کے ثواب میں کسی قسم کی کمی بھی نہ ہوگی'' (احمد، نسائی، صحیح الترغیب: ۱۰۷۸)۔

۵۔عمرہ:

عمرہ کرنا یوں بھی ایک افضل عمل ہے، لیکن رمضان میں عمرہ کا ثواب اور بڑھ جاتا ہے، آپ ﷺ نے رمضان میں اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا: " **عمرة في رمضان تعدل حجة** " (متفق علیہ) ''رمضان کا عمرہ حج کے برابر ہے''، اور ایک روایت میں ہے: "**حجةً معي**" ''میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔

۶۔شب قدر کی تلاش وجستجو:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: {**إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ، وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ، لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ**} [القدر: ۱-۳] ''بیشک ہم نے اسے (قرآن مجید کو) شب قدر میں اتارا ہے، اور آپ کو کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے''۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**من قام ليلة القدر إيماناً واحتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه**"، (متفق علیہ) ''جو شخص ایمان کے ساتھ، اجر وثواب کی نیت سے لیلۃ القدر میں قیام کرتا ہے اسکے گذشتہ تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں''۔

شب قدر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک ہے (بخاری) شب قدر میں پڑھی جانے والی مسنون دعاء یہ ہے: " **اللهم إنک عفو تحب العفو فاعف عني** " (احمد، ترمذی وصححہ) ''اے اللہ! بیشک تو بڑا معاف فرمانے والا ہے، معافی کو پسند کرتا ہے، تو مجھے معاف فرمادے''۔

۷۔ذکر اور دعا واستغفار:

رمضان المبارک کی لیل ونہار کی ساعتیں اور اس کا ایک ایک لمحہ اہل ایمان کیلئے نعمت ہے، لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ انہیں غنیمت جانتے ہوئے کثرت سے ذکر واذکار اور دعا واستغفار میں مشغول رہیں بالخصوص ان اوقات میں جو قبولیت دعا کے اوقات ہیں، مثلاً:

۱۔افطار کے وقت، کیونکہ اس وقت دعا رد نہیں ہوتی۔

۲۔ رات کے آخری تہائی حصہ میں، جبکہ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ ۳۔ سحر کے وقت۔

۴۔ جمعہ کے روز، بالخصوص عصر کے بعد۔

۵۔ اذان اور اقامت کے درمیان۔ ۶۔ سجدوں میں۔

۸۔اعتکاف:

رمضان کے آخری عشرہ میں ایک خاص عبادت اعتکاف بھی ہے، جس کے معنی ہیں عبادت کی غرض سے اخری عشرہ میں مسجد کو لازم پکڑ لینا، رسول اللہ ﷺ ہر سال دس دن اعتکاف فرماتے تھے لیکن جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال آپ نے بیس دن اعتکاف کیا، (بخاری)

اعتکاف کی حالت میں بیوی سے مباشرت کرنا حرام ہے،

اسی طرح معتکف کو چاہیئے کہ ان ایام میں کثرت سے عبادت میں مصروف ہوکر لایعنی چیزوں سے اجتناب کرے۔

صیام کے آداب اور احکام ومسائل:

صیام کے بعض ضروری آداب اور احکام ومسائل درج ذیل ہیں:

۱۔ رمضان کا چاند دیکھ کر صوم شروع کرنا چاہیئے اور دیکھ کر ہی افطار کرنا چاہیئے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چاند دیکھ کر ہی صوم شروع کرو، اور چاند دیکھ کر ہی افطار (رمضان ختم کرنا) کرو، اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو مہینوں کی تعداد مکمل کرو''۔ (متفق علیہ)

۲۔ صیام رمضان یا دیگر واجب صیام کیلئے طلوع فجر سے قبل نیت کرنا واجب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "**من لم يجمع الصيام قبل الفجر فلا صيام له**" (صحیح ابوداؤد: ۲۱۱۸) ''جس نے فجر سے قبل صوم کی نیت نہ کی اس کا صوم نہ ہوگا''۔ نیت دل کے ارادے کا نام ہے اور اس کا محل دل ہے، صوم یا دیگر عبادات کیلئے زبان سے نیت کے الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہیں، لہٰذا عوام میں رائج "**نويت أن أصوم غداً الخ**'' وغیرہ کے الفاظ بدعت ہیں مستزاد یہ کہ معنیً بھی غلط ہیں۔

۳۔ سحری: صائمین کیلئے سحری کرنا مستحب ہے، یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور ایک بابرکت چیز ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سحری کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے''، (بخاری)

۴۔ سحری میں تاخیر اور افطار میں جلدی کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، (بیہقی بسند صحیح)، لہٰذا رات ہی میں سحری کرکے سوجانا یا غروب آفتاب کے بعد احتیاط کے نام پر تاخیر کرنا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف عمل ہے۔

۵۔ تازہ کھجور، خشک کھجور یا پانی سے صوم افطار کرنا مسنون ہے۔ (صحیح ابوداؤد)

۶۔ صوم افطار کرنے کے وقت یہ دعا پڑھنی مسنون ہے: "**ذهب الظمأ وابتلت العروق و ثبت الأجر إن شاء الله**" یعنی (پیاس بجھ گئی، رگیں تر ہوگئیں، اور اجر بھی ان شاءاللہ ثابت ہوگا) (صحیح ابوداؤد)

۷۔ **صائم کیلئے جائز امور:** ۔ مباشرت کے سبب جنابت کی حالت میں صبح کرنا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: ''صبح ہوجاتی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مباشرت کے سبب جنبی ہوتے، پھر آپ غسل کرکے صوم رکھتے'' (متفق علیہ)

۔ مسواک کرنا (خشک ہو یا تر، زوال سے قبل ہو یا زوال کے بعد)، (متفق علیہ)

۔ کلی کرنا، ناک میں پانی چڑھانا، (البتہ مبالغہ کرنا ممنوع ہے) (صحیح ابوداؤد)

۔ بیوی کو بوسہ دینا، یا بغلگیر ہونا، بشرطیکہ اپنے نفس پر کنٹرول اور قابو ہو، اگر مباشرت کرلینے کا اندیشہ ہو تو جائز نہیں۔ (متفق علیہ)

۔ انجکشن لگوانا یا دانت اکھڑوانا، بشرطیکہ انجکشن غذا پہونچانے والا نہ ہو۔

۔ کھانا چکھ لینا، بشرطیکہ حلق میں نہ اترے۔ (متفق علیہ)

۔ سرمہ لگانا، آنکھوں میں دوا ڈالنا، بھول کر کھانا یا پینا۔ (بخاری)

۸۔ **صوم کو باطل کردینے والے امور:**

۔ عمداً وقصداً کھانا پینا۔ (متفق علیہ)

- عمداً قے کرنا،البتہ ازخود قے آنے سے صوم متاثر نہیں ہوتا۔(صحیح ابوداؤد)

- بیوی سے ہمبستری کرنا،اس عمل سے صوم فاسد ہوجائے گا اوراس کی قضااور کفارہ واجب ہوگا۔کفارہ یہ ہے:ایک غلام آزاد کرنا،اگر نہ ملے تو دو ماہ کے مسلسل صوم رکھنا،اور اگر استطاعت نہ ہوتو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔(متفق علیہ)

- (برائے خواتین) حیض یا نفاس کا خون آنا،(ایسی حالت میں صوم چھوڑنا اوراس کی قضا کرنا ضروری ہے۔(بخاری)

- کسی بھی طرح سے قصداً منی خارج کرنا، البتہ احتلام صوم پر اثر انداز نہیں ہوتا۔

۹- عذر کے مسائل: - مسافر کیلئے صوم رکھنا اور ترک کرنا دونوں جائز ہے۔(متفق علیہ) صوم ترک کرنے کی صورت میں بعد میں اس کی قضا ضروری ہے،(البقرۃ:۱۸۴)۔

- دودھ پلانے والی اور حاملہ عورتوں کیلئے صوم ترک کرنے کی رخصت ہے،البتہ بعد میں اس کی قضا ضروری ہے۔(صحیح سنن الترمذی،1/382، وصحیح النسائی، 2/135، وصحیح سنن أبی داود، 71/2)

- بوڑھوں اور ایسے مریضوں کیلئے جن کو شفایابی کی امید نہ ہو،انہیں صوم رکھنے کے بجائے فدیہ ادا کرنے کی رخصت ہے، اوران پر قضا نہیں ہے،ایک دن کا فدیہ ایک مسکین کو(نصف صاع) کھانا کھلانا ہے۔(صحیح البخاری،کتاب التفسیر،حدیث 4505۔والاجماع ازابن المنذر،ص60۔)

زکاۃ الفطر:

زکاۃ الفطر ہر مسلمان پر فرض ہے۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:" **فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاْعاً مِنْ تَمَرٍ أَوْ صَاْعاً مِنْ شَعِيْرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالأُنْثَى وَالصَّغِيْرِ وَ الْكَبِيْرِمِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ، وَأَمَرَ بِهَاْ أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاْسِ إِلَى الصَّلَاْةِ** "۔

''رسول اللہ ﷺ نے زکاۃ الفطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جَو غلام،آزاد،مرد،عورت،چھوٹے بڑے ہر مسلمان پر فرض قرار دیا ہے،اور حکم فرمایا ہے کہ اسے لوگوں کے صلاۃِ عید کیلئے نکلنے سے قبل ہی ادا کردیا جائے''۔(بخاری)

زکاۃ الفطر سے متعلقہ احکام ومسائل درج ذیل ہیں:

۱- زکاۃ الفطر کا مقصد صوم کی حالت میں سرزد ہونے والی غلطیوں سے پاکی اور عید کی خوشی میں غرباء ومساکین کیلئے خوراک کی فراہمی ہے۔

۲- زکاۃ الفطر کیلئے صاحب نصاب ہونا ضروری نہیں،جس شخص کے پاس ایک دن کا خرچ موجود ہے اس پر زکاۃ الفطر ادا کرنا فرض ہے۔

۳- زکاۃ الفطر کی مقدار شہر میں رائج غلہ کا ایک صاع (تقریباً ڈھائی سے پونے تین کلوگرام) ہے۔

۴- زکاۃ الفطر شہر میں رائج غلے سے ہی نکالنا ضروری ہے، نقدی روپے یا کوئی اور چیز زکاۃ الفطر میں نکالنا جائز نہیں ہے۔

۵- زکاۃ الفطر کے مستحقین وہ آٹھ قسم کے لوگ ہیں جو زکاۃ کے مستحق ہیں۔

۶- زکاۃ الفطر کی ادائیگی کا اصل وقت صلاۃِ عید کیلئے نکلنے سے پہلے ہے،البتہ عید سے ایک یا دو روز قبل ادا کردینا بھی جائز ہے، بلا عذر صلاۃِ عید کے بعد ادا کرنے سے زکاۃ الفطر ادا نہیں ہوتا بلکہ عام صدقہ شمار ہوتا ہے۔

۷۔ زکاۃ الفطر میں گھٹیا مال نکالنا جائز نہیں۔(سورۂ بقرہ: ۲۶۷)

۸۔ زکاۃ الفطر ہر شخص کو اپنی اور اپنے تمام ماتحت لوگوں کی طرف سے ادا کرنا ضروری ہے، حتی کہ غلاموں اور عید کی صبح پیدا ہونے والے نومولود کی طرف سے بھی ادا کرنا چاہیئے۔

عید الفطر اور صلاۃ عید کے مسائل:

صلاۃ عیدین سنت مؤکدہ ہے۔ صلاۃ عیدین کی مشروعیت ۱ھ میں ہوئی۔

عید الفطر سے متعلقہ احکام ومسائل حسب ذیل ہیں:

☆ عید کے روز غسل کرنا ،حسب استطاعت نئے، خوبصورت اور صاف ستھرے کپڑے پہننا مسنون ہے۔

☆ عید الفطر میں عید گاہ جانے سے پہلے طاق عدد (۳،۵،۷،وغیرہ) کھجوریں کھانا سنت ہے۔

☆ عید کی رات غروب آفتاب سے لے کر عید گاہ پہونچنے تک ، بلند آواز سے تکبیریں پکارنا سنت ہے، البتہ عورتیں پست آواز میں تکبیریں کہیں گی۔

تنبیہ: ہر شخص تنہا تنہا تکبیر پکارے گا، اجتماعی تکبیر بلند کرنا بدعت ہے۔

☆ صلاۃ عید کھلے میدان ،عید گاہ میں پڑھنا افضل ہے، تاہم مسجد میں بھی جائز ہے۔

☆ عید گاہ پیدل جانا، اور ایک راستے سے جاکر دوسرے راستے سے واپس آنا (راستہ بدلنا) سنت ہے۔

☆ صلاۃ عید الاضحیٰ عید الفطر کی بہ نسبت جلدی ادا کرنی چاہیئے۔

☆ صلاۃ عیدین میں اذان ہے نہ اقامت، نہ اس سے قبل کوئی سنت، نفل یا تحیہ ہے نہ اس کے بعد۔

☆ عید کی دو رکعتیں ہیں، پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہی جائیں گی۔

☆ قراءت جہری کرنا، نیز سورہ قٓ اور سورہ قمر یا سورہ اعلیٰ اور سورہ غاشیہ کی تلاوت کرنا مسنون ہے، البتہ اس کے علاوہ بھی جائز ہے۔

☆ صلاۃ عیدین میں مرد، عورتیں اور بچے سب حاضر ہوں گے، عورت اگر ایام ماہواری میں ہے، تو بھی اسے عید گاہ آنے کی تاکید ہے، صلاۃ عید نہ پڑھے گی لیکن مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہوگی۔

☆ خطبہ صلاۃِ عید کے بعد ہوگا۔

☆ اگر جمعہ اور عید ایک دن جمع ہوجائیں تو صلاۃ عید پڑھنے والے پر جمعہ فرض نہیں ہے، تاہم پڑھ لینا افضل ہے، اور اگر جمعہ نہیں پڑھا تو اس کی جگہ ظہر ادا کرے گا۔

☆ اگر صلاۃ عید فوت ہوجائے تو اس کی قضا کرنی چاہیئے۔

☆ عید کا دن خوشی اور مسرت کا دن ہے، لہٰذا اس میں عمدہ اور جائز اسلامی تاریخی اشعار، اور اسی طرح سے گیت وغیرہ گانا جائز ہے۔ البتہ موجودہ دور کے گانے بجانے، سارنگیاں اور رقص وسرود اور موسیقی حرام اور ناجائز ہیں۔

☆ عید کے روز ایک دوسرے کو عید کی مبارکبادی دینا اور ''تقبل الله منا ومنكم'' وغیرہ کے الفاظ میں تہنئہ پیش کرنا جائز اور مستحب ہے۔

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله و صحبه أجمعين۔

❖ ❖ ❖

خصوصی مضمون

مختصر مسائل زکاۃ

محمد مقیم فیضی

زکاۃ کا لغوی معنی : لغوی اعتبار سے زکاۃ کا معنی طہارت و صفائی، اضافہ اور بڑھوتری اور برکت و مدح ہے۔ اور قرآن وحدیث میں زکاۃ کے ان سارے ہی معانی کا استعمال کیا گیا ہے۔ اسی طرح اس کا استعمال اصلاح کے معنی میں بھی کیا گیا ہے۔

زکاۃ کا شرعی معنی : شریعت کی اصطلاح میں زکاۃ صاحب نصاب مسلمانوں کے مخصوص مال کا وہ مقررہ حصہ ہے جو کتاب اللہ میں نامزد مستحقین کے لئے اللہ عزوجل نے فرض کیا ہے، اوراس کے لئے کچھ شرطیں مقرر ہیں۔ اوراس کا مقصد اللہ کی عبادت ہے۔

زکاۃ کا حکم : زکاۃ اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن اور صاحب نصاب مسلمان پر شرعی فریضہ ہے، اس کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر ہوجاتا ہے اور زکاۃ ادا نہ کرنے والا کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اوراس کے لئے سخت دنیوی اور اخروی سزائیں مقرر ہیں۔

زکاۃ کے فوائد وثمرات : اسلام میں زکاۃ کی تین قسمیں ہیں اور تینوں کے اپنے اپنے فوائد وثمرات ہیں، اور وہ حسب ذیل ہیں :

۱۔ نفس کی زکاۃ : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :(وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا ○ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ○ قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا)(الشمس:۷-۹)

''قسم ہے نفس کی اور اسے درست بنانے کی پھر سمجھ دی اس کو بدکاری کی اور بچ کر چلنے کی جس نے اسے پاک کیا وہ کامیاب ہوا''۔

اسے تزکیۂ نفس سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے، اوراس کا مطلب یہ ہے کہ نفس کو شرک وکفر، بدعات ونفاق، گناہوں اور معصیتوں اور برے اخلاق سے پاک وصاف کرلیا جائے جس کا فائدہ فلاح وکامرانی کی شکل میں برآمد ہوتا ہے۔

۲۔ بدن کی زکاۃ : اس کا ذریعہ رمضان المبارک کا صدقۂ فطر ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر چھوٹے بڑے، مرد، عورت، آزاد، غلام مسلمان پر فرض کیا ہے جس کا مقصد روزے دار کو لغو چیزوں اور غلط کاموں اور باتوں کی آلودگیوں سے پاک وصاف کرنا ہے، اوراس کی مقدار ایک صاع غذائی مواد ہے خواہ وہ گیہوں ہو، کھجور ہو، جَو ہو، یا پنیر یا کشمش ہو۔

۳۔ اموال کی زکاۃ : یہی وہ معروف زکاۃ ہے جو اموال میں نکالی جاتی ہے جس سے مال کے ساتھ ساتھ نفس بھی پاک صاف ہوتے ہیں اور جان ومال میں برکت حاصل ہوتی ہے، اور مصیبتوں اور پریشانیوں کے دور کرنے کا تجربہ بھی اس سے خوب خوب ہوا ہے۔ اور زکاۃ وصول کرنے اوراس سے فائدہ اٹھانے والوں کی جو دعائیں ملتی ہیں ان سے زندگی میں بڑا سکون

واطمینان حاصل ہوتا ہے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کوحکم دیا کہ: (خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ)(التوبہ:۱۰۳)

''آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے،جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک صاف کردیں اور ان کے لیے دعا کیجئے،بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے موجب اطمینان ہے''۔

● وجوب زکاۃ کی شرطیں :

۱۔ جو شخص زکاۃ کی ادائیگی کا مکلف کیا گیا ہے مال پورے طور پر اس کی ملکیت میں ہو۔

۲۔ وہ مال بڑھنے والا ہو یا حکماً اس کے اندر بڑھوتری کی صلاحیت ہو۔یعنی تجارت وغیرہ میں لگانے سے اس میں اضافہ ہوسکے۔

۳۔ وہ مال شرعی نصاب کو پہنچ گیا ہو۔

۴۔ اس مال میں فوری قرض کی ادائیگی لازم نہ ہو۔اگر فوری قرض کی ادائیگی لازم ہو تو مقررہ رقم وضع کرنے کے بعد زکاۃ ادا کی جائے گی۔

۵۔ نصاب کو پہنچنے کے بعد سے مال کی ملکیت پر ایک پورا ہجری سال گزر گیا ہو۔صرف معدنیات، دفینوں اور کھیتوں کی زکاۃ اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ ان کی زکاۃ ان کے حصول اور پیداوار کے ہاتھ آتے ہی واجب ہوجاتی ہے۔

● زکاۃ کن چیزوں میں واجب ہوتی ہے :

۱۔ نقد اموال : سونا، چاندی، کاغذی نوٹ، سکے اور بینک وغیرہ کے وہ مستندات (چیک وغیرہ) جو نقدی کے حکم میں آتے ہیں۔

۲۔ سامان تجارت : یعنی جو چیزیں بیچنے اور فروخت کرنے کے لئے رکھی گئی ہوں۔

۳۔ رکاز : دفنیہ، زمین میں گڑا ہوا وہ خزانہ جو سونے یا چاندی یا انہیں کے سکوں کی شکل میں ہو۔اس میں سال گزرنے کی شرط نہیں ہے، جس وقت وہ حاصل ہوا اسی وقت اس کا پانچواں حصہ بیت المال کے لئے نکال دینا واجب ہے۔ اور اگر کوئی حکومت اور بیت المال کا نظام نہ ہو تو اسے مسلمانوں کی عام مصلحتوں اور فائدے کے کاموں میں صرف کردیا جائے گا۔

۴۔ کھیتیاں اور پھل: پھلوں اور سبزیوں میں عام طور پر زکاۃ نہیں ہے صرف کھجور اور کشمش یا انگور ہی کی زکاۃ حدیثوں میں وارد ہے، اور غلوں میں گیہوں اور جَو کی وارد ہے۔ البتہ جو پھل یا غلے سامان تجارت کے طور پر استعمال ہوتے ہیں ان کا حکم سامان تجارت کا ہی ہے۔

۵۔ چوپائے : گائے، بیل، بھینس، بھیڑ بکریاں اور اونٹ۔

● زکاۃ ہر مسلمان صاحب نصاب پر جس کی ملکیت کامل ہو اور وہ آزاد ہو مقررہ شرطوں کے ساتھ واجب ہے، حتی کہ یتیم اور پاگل کے مال میں بھی زکاۃ واجب ہے۔

زکاۃ کا نصاب :

سونے کا نصاب : ۲۰/مثقال ہے اور ہمارے موجودہ زمانے کے معیار کے مطابق ایک مثقال کا وزن تقریباً ۴،۲۵/ گرام ہوتا ہے اس اعتبار سے سونے کا نصاب تقریباً ۸۵/گرام ہے جو اس کا مالک ہوجائے خواہ وہ کسی بھی شکل میں ہو سال گزرنے پر اس کے اوپر زکاۃ واجب ہوجائے گی اور اسے ہر ہزار میں سے ۲۵/ یا فیصد کے اعتبار سے (۲.۵%) ڈھائی فیصد

نکالنا ہوگا۔ یہ ۸۵ر گرام نصاب کی ادنی حد ہے اور اس سے آگے جتنا بھی مال بڑھتا جائے گا اس پورے مال کی زکاۃ نکالنی ہوگی نہ کہ صرف نصاب سے زائد مال کی جیسا کہ بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوتی ہے۔ البتہ ۱۸ر قیراط، ۲۱ر قیراط اور ۲۴ر قیراط سونے کے ریٹ میں فرق ہوتا ہے اور جس ریٹ کا سونا ہو زکاۃ بھی اسی ریٹ کے اعتبار سے نکالی جائے گی۔

چاندی کا نصاب : چاندی کا نصاب دوسو درہم ہے، اور ہمارے زمانے کے اوزان کے اعتبار سے ایک درہم کا وزن ۲.۹۷۵ر گرام ہوتا ہے۔ اس طرح چاندی کا نصاب تقریباً ۵۹۵ گرام ہوتا ہے۔ جو کوئی بھی اس مقدار کا مالک ہو جائے خواہ وہ کسی بھی شکل میں ہو تو اس پر ہر ہزار میں ۲۵ر یعنی (۲.۵%) زکاۃ واجب ہے۔

● **اگر سونے چاندی کے زیورات میں دیگر جواہرات کے نگینے لگے ہوں؟**

اگر سونے چاندی کے زیورات میں دیگر جواہرات ہیرے وغیرہ جڑے ہوں تو صرف سونے اور چاندی ہی کی زکاۃ صحیح اندازہ لگانے کے بعد اگر وہ نصاب کو پہنچتے ہوں تو نکالی جائے گی ورنہ نہیں۔ کیونکہ دیگر قیمتی پتھروں پر زکاۃ نہیں ہے۔

● **اگر سونے چاندی میں کھوٹ ہو؟**

اگر ان میں تانبا وغیرہ ملا ہو تو چاندی اور سونے کی اصلی مقدار معلوم کرنے کے بعد زکاۃ دی جائے گی۔

● **زیورات پر زکاۃ؟**

● صحیح اور راجح قول کے مطابق سونے اور چاندی کے ان زیورات پر بھی زکاۃ واجب ہے جو استعمال کے لئے ہوں۔

● سونے چاندی کے زیورات کا اگر کوئی شخص اپنی بیٹیوں اور بہوؤں کو مالک بنا دے اور ہر ایک کی مقدار نصاب سے کم ہو تو زکاۃ کے لئے ان سب کو جمع نہیں کیا جائے گا اور کسی پر بھی زکاۃ واجب نہیں ہوگی، لیکن اگر وہ زیورات بطور عاریت صرف انہیں پہننے کے لئے دئے گئے ہیں اور ان کا مالک ایک ہی ہو تو ان کی حیثیت ایک ہی شخص کی ملکیت کی ہوگی اور ان سب کو ملا کر نصاب کی تعیین کی جائے گی۔

● اگر کسی شخص کے پاس موجود سونے اور چاندی کی مقدار الگ الگ نصاب سے کم ہو تو زکاۃ کے لئے ان دونوں کو ملایا نہیں جائے گا مگر نقد رقم کا معاملہ الگ ہے۔

● اگر کسی خاتون کے پاس نصاب کی مقدار زیورات ہوں اور نقد رقم نہ ہو اور اس کا شوہر یا دیگر رشتے دار اس کی طرف سے زکاۃ ادا کر دیں تو ٹھیک ہے ورنہ اسے اپنے زیورات میں سے ہی زکاۃ ادا کرنی ہوگی خواہ وہ انہیں بیچ کر ہی ان میں سے زکاۃ نکالے۔

● **نقد روپوں کی زکاۃ؟**

نقد روپوں کا نصاب بھی وہی ہے جو سونے کا ہے اور بعض علماء چاندی کے نصاب تک پہنچنے پر زکاۃ ادا کر دینے کی ترغیب دیتے ہیں کیونکہ وہ فقراء کی ہمدردی کے زیادہ مناسب ہے۔ واللہ اعلم

چوپایوں کا نصاب :

۱۔ بھیڑ بکریوں کا نصاب :

سے	تک	زکاۃ
۴۰	۱۲۰	ایک بکری
۱۲۱	۲۰۰	دو بکریاں
۲۰۱	۳۰۰	تین بکریاں

نوٹ : پھر ہر سو پر ایک بکری

۲۔ اونٹوں کا نصاب :

سے	تک	زکاۃ
۵	۹	ایک بکری
۱۰	۱۴	دو بکریاں
۱۵	۱۹	تین بکریاں
۲۰	۲۴	چار بکریاں
۲۵	۳۵	ایک بنت مخاض (ایک سال کی اونٹنی)
۳۶	۴۵	ایک بنت لبون (دو سال کی اونٹنی)
۴۶	۶۰	ایک حقہ (تین سال کی اونٹنی)
۶۱	۷۵	ایک جذعہ (چال سال کی اونٹنی)
۷۶	۹۰	دو بنت لبون (دو سال کی دو اونٹنیاں)
۹۱	۱۲۰	دو حقہ (تین سال کی دو اونٹنیاں)
۱۲۱	۱۲۹	تین بنت لبون (دو سال کی تین اونٹنیاں)

نوٹ :

- پھر ہر چالیس میں ایک بنت لبون
- اور ہر پچاس میں ایک حقہ
- **گایوں اور بھینسوں کی زکاۃ :**

سے	تک	زکاۃ
۳۰	۳۹	ایک تبیع یا تبیعہ (یعنی ایک سال کا بچھڑا یا بچھڑی)
۴۰	۵۹	ایک مسنہ (یعنی دو سال کا بچھڑا)
۶۰	۶۹	دو تبیعہ (یعنی ایک سال کے دو بچھڑے)

- پھر ہر تیس میں ایک سال کا ایک بچھڑا اور ہر چالیس میں دو سال کا بچھڑا۔

نوٹ : زکاۃ میں نہ تو سانڈ کو لیا جائے گا نہ بوڑھا، نہ عیب دار، نہ خراب مال، نہ حد درجہ دبلا، نہ بچہ لیا جائے گا۔ اسی طرح سب سے عمدہ مال بھی نہیں لیا جائے گا۔

- **زکاۃ صرف ان چوپایوں میں واجب ہے :**

۱۔ جو جنگلوں میں سال بھر چرنے والے ہوں۔

۲۔ جنھیں دودھ، افزائش نسل اور موٹا کرنے کے لئے پالا گیا ہو۔

۳۔ وہ نصاب کو پہنچ گئے ہوں۔

جو جانور دودھ کی تجارت کے لئے پالے جاتے ہیں اور انہیں باندھ کر چارہ کھلایا جاتا ہے ان پر زکاۃ نہیں ہے، البتہ دودھ کی تجارت سے جو نفع ہوگا اس پر زکاۃ نصاب تک پہنچنے کی صورت میں واجب ہوگی۔

- **وہ چوپائے جو مذکورہ نظام سے الگ ہیں :**

۱۔ جو چوپائے تجارت کے لئے رکھے گئے ہوں ان کی زکاۃ سامان تجارت کی طرح (۲.۵%) ڈھائی فیصد ہوگی جو سال گزرنے پر ادا کی جائے گی۔

۲۔ کھیتی باڑی، سینچائی اور حمل ونقل کے لئے کام کرنے والے چوپایوں پر زکاۃ نہیں ہے۔

۳۔ بھیڑ بکری، گائے بھینس اور اونٹوں کے سوا دیگر حیوانوں پر زکاۃ نہیں ہے خواہ وہ کسی بھی مقصد کے لئے رکھے گئے ہوں، صرف تجارت کی صورت میں ان کی زکاۃ سامان تجارت کی شکل میں وصول کی جائے گی۔

۴۔ دودھ، اون، اور مرغیوں کے انڈوں پر زکاۃ نہیں ہے، البتہ جو ان میں سے تجارت کے لئے ہوں گے ان کی زکاۃ ادا کی جائے گی۔

۵- جومرغیاں یا پرندے کھانے کے لئے پالے جائیں ان کی پیداوار پر زکاۃ نہیں ہے۔

سامان تجارت کی زکاۃ :

سامان تجارت کی زکاۃ دیگر اموال کی طرح اصل مال پر ایک ہجری سال گزرنے پر ڈھائی فیصد ہے۔

سامان تجارت میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جو خرید وفروخت کے لئے رکھی جاتی ہیں خواہ وہ روزمرہ استعمال کے سامان ہوں، زمینیں ہوں یا عمارتیں ہوں یا دیگر اشیاء۔

- **اموال تجارت کی زکاۃ نکالنے کا طریقہ :**

اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک سال گزرنے پر اس کی موجودہ قیمت کا جب زکاۃ فرض ہوئی ہے اندازہ لگایا جائے اور وقت خرید کی قیمت کا اعتبار نہ کیا جائے اور نفع کو بھی اصل مال ہی میں شامل کرلیا جائے اور سب کی زکاۃ مجموعی طور پر نکالی جائے، مثلاً اگر محرم میں کسی سامان کی قیمت دوسو ہو اور سال پورا ہوتے ہوتے خواہ چند لمحے پہلے ہی سہی اس کی قیمت تین سو ہوجائے تو زکاۃ تین سو کے اعتبار سے ادا کی جائے گی۔

- **اموال تجارت میں سال کب سے شروع ہوتا ہے؟**

اموال تجارت میں سال اس وقت سے شروع نہیں ہوتا ہے جب سے مال خریدا جاتا ہے بلکہ اس نقد سے شروع ہوتا ہے جس کے ذریعہ مال خریدا گیا ہے۔

- **مضاربت کے مال میں زکاۃ کیسے ادا کی جائے؟**

مضاربت اس تجارت کو کہتے ہیں جس میں سرمایہ ایک شخص کا اور محنت دوسرے شخص کی ہوتی ہے۔ اور نفع میں دونوں طے شدہ حصے کے مطابق شریک ہوتے ہیں۔

مثلاً آپ تجارت کے لئے کسی کو بیس ہزار روپیہ اس شرط پر دیں کہ وہ اس سے مال خرید کر فروخت کرے اور نفع میں دونوں برابر کے شریک ہوں گے جبکہ وہ آپ کا رأس المال (اصل سرمایہ) آپ کو واپس کردے گا، پھر ایک سال کے بعد وہ بیس ہزار نفع کے ساتھ بڑھ کر تیس ہزار ہوجاتا ہے تو بیس ہزار رأس المال نکالنے کے بعد اس میں آپ کے ورکنگ پارٹنر (عامل) کا حصہ پانچ ہزار ہوتا ہے جبکہ آپ کا نفع بھی پانچ ہزار ہی ہوتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس کی زکاۃ کیسے ادا کی جائے؟

تو جواب یہ ہے کہ زکاۃ پورے مال میں یعنی تیس ہزار میں واجب ہے۔ جو اصل سرمایہ دار ہے وہ اپنے اصل مال اور نفع دونوں کی زکاۃ دے اور عامل (ورکنگ پارٹنر اپنے حصے کی زکاۃ دے بشرطیکہ وہ نصاب کو پہنچ جائے) اور اگر دونوں کی رضامندی سے پورے مال سے اکٹھا زکاۃ نکال دی جائے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

کارخانے کی زکاۃ جس میں سامان بنائے جاتے ہیں کیسے ادا کی جائے گی؟

- جو خام مال (کچا میٹیریل) کارخانے میں موجود ہو جس سے سامان تیار کیا جاتا ہے اور تیار شدہ مال دونوں کا اندازہ کرکے نیز انہیں پیک کئے جانے والے بکسوں اور ظروف کی بھی قیمت کا اندازہ لگاکے جو سامان کے ساتھ ہی دئے جاتے ہیں سب کی زکاۃ مجموعی طور پر نکالی جائے گی۔
- البتہ کارخانے کی عمارت، زمینوں، مشینوں اور سامانوں کو لے جانے والی گاڑیوں پر کوئی زکاۃ نہیں خواہ ان کی قیمت کچھ بھی ہو۔
- **کمپنیوں کے جو شیئرز خریدے جاتے ہیں ان کی زکاۃ کیسے ادا کی جائے؟**

اگر وہ شیئرز برائے تجارت ہوں جن کی خرید وفروخت کا

سلسلہ جاری رہتا ہوتو ان کا حکم سامان تجارت کا ہے کہ سال پورا ہونے پر ڈھائی فیصد (ربع عشر) نکال دیا جائے بشرطیکہ وہ تنہا یا دیگر اموال کے ساتھ ملکر نصاب کو پہنچ جائیں۔

اور اگر وہ شیئرز محض نفع کمانے کے لئے ہوں اور ان کی تجارت مقصود نہ ہو تو پھر اس کی زکاۃ محض حاصل شدہ نفع پر دی جائے گی جو مال کے حاصل ہونے کے بعد سال پورا ہونے اور نصاب کو پہنچنے پر ادا کی جائے گی۔

- اگر شیئرز بغرض تجارت ہوں تو ان کی زکاۃ موجودہ قیمت کے اعتبار سے نکالی جائے گی نہ کہ وقت خرید کی قیمت سے۔ (شیخ ابن باز وغیرہ کی رائے یہی ہے)

- **نئے اسکالروں کا نقطۂ نظر :**

- **شیئر کی تعریف :** شیئر لینے والی کمپنی کے رأس المال (اصل سرمائے) میں شیئر ہولڈر (شرکت کرنے والے پارٹنر) کا جو حصہ ہوتا ہے اسی کو شیئر کہا جاتا ہے۔

اسی طرح اس دستاویز (بانڈ پیپر) کو بھی شیئر کہا جاتا ہے جو اس حصے کے اثبات کے لئے بطور سند دی جاتی ہے۔

- شیئر کمپنی کے نفع کا ایک جزء پیدا کرتا ہے خواہ وہ کم ہو یا زیادہ اور وہ کمپنی کی کامیابی اور اس کے نفع کے اضافے یا نقصان سے منسلک ہوتا ہے، اور اپنے حصے کا خسارہ بھی برداشت کرتا ہے، کیونکہ شیئر کا مالک اپنے حصے کے بقدر کمپنی کے ایک جزء کا مالک ہوتا ہے۔

شیئرز کی قیمتیں :

شیئر کی قیمتیں متعدد ہوتی ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ **اسمی قیمت :** یہ وہ قیمت ہوتی ہے جو کمپنی کی تاسیس کے وقت شیئر کے لئے متعین کی جاتی ہے، اور شیئر کی سرٹیفیکٹ میں وہی درج کی جاتی ہے۔

۲۔ **دفتری قیمت :** یہ شیئر کی وہ قیمت ہوتی ہے جسے کمپنی اپنے چارجیز اور لوازمات کو وضع کرنے اور اپنے اصل سرمایوں کو صادر ہونے والے متعدد شیئرز پر تقسیم کرنے کے بعد ظاہر کرتی ہے۔

۳۔ **شیئر کی حقیقی قیمت :** یہی وہ مالی قیمت ہوتی ہے جس کی شیئر اصل نمائندگی کرتا ہے، اور وہ اس طور پر کہ اگر کمپنی اپنا کاروبار ختم کر کے حساب بے باق کرنے لگے اور اپنے موجودات کو حصوں پر تقسیم کرے تو اس کی وہی قیمت برآمد ہو۔

۴۔ **بازاری قیمت :** یہ وہ قیمت ہوتی ہے جس پر وہ شیئر بازار میں فروخت ہوتا ہے، اور وہ پیشکش اور طلب کی حالت کے مطابق بدلتی رہتی ہے۔

- دیگر تجارتی اشیاء کی طرح یہ شیئرز (حصے) بھی اپنے اندر افراد کے درمیان تعامل اور گردش کی صلاحیت رکھتے ہیں، اسی لئے بعض لوگ اسے خرید وفروخت کے ذریعہ تجارت کا وسیلہ بنا لیتے ہیں اور اس سے ان کا مقصد نفع کمانا ہوتا ہے۔

- اگر کمپنی کا کاروبار جائز اور تجارت حلال ہو تو اس کے شیئرز کی خرید وفروخت میں کوئی حرج نہیں ہے۔

کمپنیوں کے شیئرز کی زکاۃ کیسے ادا کی جائے؟

بعض لوگ شیئرز کی خرید وفروخت کاروبار اور تجارت کے طور پر کرتے ہیں جس کا مقصد یقینا منافع کمانا ہوتا ہے۔

جبکہ دوسرے لوگ اسے کاروبار نہیں بناتے محض سرمایہ کاری اور اپنے مال کو کہیں انویسٹ کر کے منافع کمانے کے لئے شیئرز خرید لیتے ہیں۔

قسم اول کا حکم : یہ ہے کہ وہ شیئرز تجارتی سامانوں اور

اموال کے حکم میں آتے ہیں اور اسٹاک ایکسچینج میں ان کی خرید وفروخت سامان تجارت کے طور پر ہوتی ہے، اس لئے سامان تجارت کی طرح ہر سال کے آخر میں ان کی قیمت کے بقدر ان کی زکاۃ ڈھائی فیصد نکالی جائے گی۔

قسم دوم کا حکم : اس کے متعلق معاصر علماء کا اختلاف ہے بعض لوگ بلا تفریق اسے سامان تجارت مانتے ہیں جبکہ علماء کا دوسرا گروہ کمپنیوں کی نوعیت کے اعتبار سے ان میں تفریق کا قائل ہے اور یہی تفریق راجح معلوم ہوتی ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے :

۱۔ وہ خالص صنعتی کمپنیاں جو کسی خاص چیز کی تجارت نہیں کرتی ہیں بلکہ ان کا تعلق مختلف قسم کی خدمات سے ہوتا ہے، مثلاً: رنگائی کے کارخانے، ہوٹل، ٹرانسپورٹ کا کام کرنے والی کمپنیاں، تو اس طرح کی کمپنیوں کے شیئرز پر زکاۃ نہیں ہوتی ہے کیونکہ وہ آلات، مشینوں، عمارتوں اور ضروری سامانوں اور فرنیچر وغیرہ میں لگے ہوتے ہیں جن کی فراہمی ایسے کاموں میں لازم ہوتی ہے، اوران چیزوں میں زکاۃ نہیں ہے۔ بلکہ زکاۃ ان شیئرز کے منافعوں پر ہوتی ہے بشرطیکہ وہ نصاب کو پہنچ جائیں اور ان پر سال گزر جائے۔

۲۔ خالص تجارتی کمپنیاں۔

۳۔ صنعتی تجارتی کمپنیاں۔

وہ خالص تجارتی کمپنیاں جو سامان خریدتی ہیں اور اسے مزید کسی تبدیلی کے عمل سے گزارے بغیر ویسے ہی فروخت کردیتی ہیں۔ مثلاً ایکسپورٹ امپورٹ کا کاروبار کرنے والی کمپنیاں یا باہر کی کمپنیاں جو اپنا سامان یہاں فروخت کرتی ہیں۔

اور وہ کمپنیاں جو بیک وقت صنعت وتجارت دونوں شعبوں میں کام کرتی ہیں۔ مثلاً وہ کمپنیاں جو خام مال نکالتی ہیں یا خریدتی ہیں پھر اسے تبدیلی کے عمل سے گزار کر اس کی تجارت کرتی ہیں۔ جیسے پٹرول کی کمپنیاں، دھاگے بنانے والی اور بنائی کرنے والی کمپنیاں، لوہے اور فولاد وغیرہ کی کمپنیاں، کیمیکل بنانے والی کمپنیاں، اور اسی قسم کی دیگر کمپنیاں۔

تو ان دونوں قسم کی کمپنیوں (یعنی خالص تجارتی اور صنعتی تجارتی کمپنیوں) کے شیئرز ہی میں زکاۃ واجب ہوتی ہے، البتہ اس کی عمارتوں، آلات اور مشینوں کی قیمت جو اس کمپنی کی ملکیت ہیں اس سے وضع کرلی جائے گی اس کے بعد زکاۃ نکالی جائے گی۔

اور ان عمارتوں، مشینوں اور آلات وغیرہ کی قیمت کی صحیح معلومات کمپنی کے سالانہ بجٹ سے معلوم کی جاسکتی ہے جو ہر سال پیش کیا جاتا ہے۔

۴۔ **زراعتی کمپنیاں :** یہ وہ کمپنیاں ہوتی ہیں جن کی سرگرمی اراضی کی زراعت اور کھیتی باڑی پر ہوتی ہے۔

اس طرح کی کمپنیوں میں اگر محصول قابل زکاۃ ہو اور وجوب زکاۃ کے دائرے میں آتا ہو تو اس کی زکاۃ زراعت اور پھلوں کی طرح ادا کی جائے گی اور ہر شیئر والا اگر اس کا شیئر نصاب تک پہنچتا ہو جو ۳۰۰ / صاع ہے تو وہ اپنے حصے کی زکاۃ ایک عشر (دسواں حصہ) بارش کے پانی سے سیراب ہونے کی شکل میں ادا کرے گا اور اگر اس کی سینچائی میں اپنا خرچ آیا ہو تو نصف عشر ادا کرے گا۔

نوٹ : یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہئے کہ صنعتی یا زراعتی کمپنیوں میں سے کسی کا بھی خزانہ نقد اموال سے خالی نہیں رہتا ہے، اور ان اموال میں زکاۃ کے وجوب میں کوئی اشکال نہیں ہے، اس لئے ان نقدیوں میں ہر شیئر کا کتنا حصہ آتا ہے اس کا اندازہ لگانے کے بعد شیئر ہولڈر کو اپنے حصے کی زکاۃ نکال دینی

چاہئے۔خواہ وہ تنہا نصاب کو پہنچتا ہو یا دیگر نقدیوں کے ساتھ ملکر نصاب کی تکمیل کرتا ہو۔

● **زکاۃ شیئر لینے والی کمپنی پر واجب ہے یا شیئر ہولڈروں (کمپنی کے حصہ داروں) پر واجب ہے۔؟**

اس مسئلے میں دونوں طرح کی رائیں ہیں مگر جمہور علماء وباحثین (اسکالرز) اس طرف گئے ہیں کہ زکاۃ شیئر ہولڈروں (کمپنی کے حصے داروں) پر واجب ہے۔

۔اور یہی بات درست بھی ہے۔کیونکہ مال کا حقیقی مالک تو حصے دار (شیئر ہولڈر) ہی ہوتا ہے، اور کمپنی اپنے نظام میں مذکور شرطوں کے مطابق اس کے شیئرز (حصوں) میں تصرف اس کی نیابت میں کیا کرتی ہے۔

اور اس لئے بھی کہ زکاۃ ایک عبادت ہے جسے انجام دیتے وقت نیت کی ضرورت ہوتی ہے، آدمی کو اسکے نکالنے پر ثواب اور نہ نکالنے پر سزا ملتی ہے۔اور یہ چیز کمپنی کیلئے متصور نہیں ہوسکتی ہے۔

لہٰذا اصل یہی ہے کہ شیئر کی زکاۃ شیئر ہولڈر ہی نکالے گا، اس لئے کہ وہی اس کا مالک ہے اور اس کی زکاۃ دینے کا مکلف بھی وہی ہے۔

● لیکن اگر شیئر ہولڈروں (حصہ داروں) کی طرف سے بطور نیابت کمپنی ان شیئرز کی زکاۃ نکال دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔اور "**المجمع الفقهي**" نے شیئر لینے والی کمپنی کی طرف سے زکاۃ ادا کرنے میں کوئی مانع نہ ہونے کی چار صورتیں ذکر کی ہیں :

"جب اس کے نظام اساسی میں یہ بات طے ہو اور اس کی صراحت موجود ہو، یا عمومی جمعیت (جنرل باڈی) کی طرف سے اس کے متعلق قرارداد صادر ہوئی ہو، یا ملک کا قانون کمپنیوں پر زکاۃ نکالنے کو لازم ٹھہراتا ہو، یا حصے دار (شیئر ہولڈر) نے کمپنی کی انتظامیہ کو اپنے شیئرز کی زکاۃ نکالنے کی ذمہ دار سونپ دی ہو۔ (۸۸۱/۱/۴)**مجلة المجمع الفقهي**۔

● **شیئرز کی زکاۃ کس حساب سے نکالی جائے گی؟**

شیئرز خواہ تجارتی (یعنی برائے خرید وفروخت) ہوں یا محض نفع کے حصول کے لئے انویسٹ کے طور پر لگائے گئے ہوں ان کی زکاۃ ربع عشر (یعنی: ۲/۵) ڈھائی فیصد ہے۔

● **شیئرز کا حساب کب سے شروع ہوگا؟**

شیئرز چاہے تجارتی کمپنیوں کے ہوں یا اس لئے خریدے گئے ہوں تاکہ ان سے تجارت کی جائے تو اس میں سال کا اعتبار کرنے میں نفع اصل کے تابع ہوتا ہے، کیونکہ تجارت کے نفع کے لئے نیا سال نہیں جوڑا جاتا ہے۔ بلکہ اس کا سال اصل مال ہی کا سال ہوتا ہے بشرطیکہ وہ نصاب کو پہنچ جاتا ہو۔

● یہ بات بھی ذہن نشین رہے جو پہلے بھی ذکر کی گئی ہے کہ تجارتی مال واسباب اگر سونے چاندی یا نقدی سے خریدے جاتے ہیں تو ان کا سال ان کی خرید کے وقت سے از سر نو شروع نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ انہیں نقدیوں پر مبنی ہوتا ہے جن سے وہ خریدے گئے ہوتے ہیں بشرطیکہ وہ نصاب کو پہنچتے ہوں۔

● صنعتی کمپنیاں جو صرف خدمات پیش کرتی ہیں ان کی زکاۃ محض شیئرز کے نفع پر ہوتی ہے۔

● زراعتی کمپنیوں کی زکاۃ کے نئے سال گزرنے کی ضرورت نہیں ہے غلہ اور پھلوں کے حصول کے بعد ہی اس کی زکاۃ ادا کر دی جائے۔

● **کنسٹرکشن (عمارتیں بنانے والی) کمپنیاں اپنی زکاۃ کیسے ادا کریں:**

۱۔ رجسٹریشن، دستاویزوں، لائسنس اور اجازت ناموں وغیرہ کے حصول میں جو مال خرچ ہوتے ہیں ان میں کوئی زکاۃ نہیں ہے۔

۲۔ جو پیسے لازمی زرضمانت یا لازمی انشورنس وغیرہ کے لئے جمع کرائے جاتے ہیں ان میں زکاۃ نہیں ہے، البتہ جب وہ واپس آئیں گے تو انہیں زکاۃ کے حساب میں حسب شرائط لیا جائے گا۔

۳۔ جو میٹریل آلات کے طور پر استعمال ہوتے ہیں، سانچے وغیرہ بنانے کے کام آتے ہیں، یا مشینیں اور ٹرانسپورٹنگ (نقل وحمل) کے وسائل کے طور پر استعمال ہونے والی گاڑیاں ہوتی ہیں ان میں زکاۃ نہیں ہوتی ہے خواہ وہ کتنی ہی قیمتی ہوں۔

۴۔ جو مواد (میٹریل) اصل بلڈنگ بنانے میں استعمال ہوتے ہیں مثلاً لوہا، سیمنٹ، ریتی، ماربل اور کلر وغیرہ یہ سب اسباب تجارت میں شمار ہوتے ہیں اس لئے کمپنی اور اس کے شرکاء کو ان سب کو اعتبار میں رکھتے ہوئے پورے پروجیکٹ کی قیمت کا حساب لگا کر اس کی زکاۃ نکالنی چاہیے۔

۵۔ کمپنی کے پاس جو نقدی یا بینک وغیرہ کے ذخیرے موجود ہوں وہ سب زکاۃ کے حساب میں لائے جائیں گے۔

۶۔ جو قرضے آسانی سے وصول ہو جانے والے ہوں وہ بھی حساب میں لائے جائیں گے۔

۷۔ اگر پروجیکٹ ادھورا ہو تو اس کی لاگت کا اندازہ لگا کر زکاۃ دی جائے گی۔

۸۔ اگر پروجیکٹ مکمل ہو گیا ہو تو موجودہ قیمت کا اندازہ کر کے زکاۃ دی جائے گی۔

۹۔ اگر حکومت کی طرف سے پروجیکٹ پر پابندی لگا دی گئی ہو تو جب تک وہ پروجیکٹ دوبارہ شروع نہیں ہوتا تب تک اس پر زکاۃ نہیں ہے۔

● پراپرٹی کی زکاۃ کیسے ادا کی جائے؟

۱۔ اگر جائداد اپنے استعمال کے لئے ہے یا محض اپنی ملکیت میں پڑی ہوئی ہے تو بذات خود اس پر کوئی زکاۃ نہیں ہے۔

۲۔ اگر جائداد یا عمارتیں کرائے پر دی جاتی ہیں تو ان پر بذات خود کوئی زکاۃ نہیں ہے، البتہ ان سے حاصل ہونے والے کرائے پر اگر وہ تنہا یا کسی دیگر مال کے ساتھ مل کر نصاب کو پہنچتا ہو زکاۃ ادا کی جائے گی۔

۳۔ اگر پراپرٹی تجارت کے لئے لی گئی ہے تو سال گزرنے پر اور نصاب کو پہنچ جانے پر اس کی موجودہ قیمت کا اندازہ لگا کر ڈھائی فیصد رقم زکاۃ میں نکالی جائے گی۔

۴۔ ایسی پراپرٹی اگر کسی وجہ سے نہ بکتی ہو تو بھی اس کی زکاۃ ہر سال نکالنی ہوگی، اگر نقد پیسہ مہیا نہ ہو سکے تو جب وہ جائداد فروخت ہو اس وقت ساری زکاۃ اکٹھا ادا کر دی جائے۔ اور ہر سال کا حساب الگ الگ لکھ کر رکھا جائے۔

۵۔ اور اگر حکومت کے طرف سے اس پر روک لگا دی گئی ہو تو پھر اس وقت تک اس کی زکاۃ نہیں جب تک اس پر تصرف کی قانونی صلاحیت حاصل نہ ہو۔

● جو مال گوداموں یا دکانوں میں سالوں پڑا رہ جاتا ہے اس کی زکاۃ کیسے نکالی جائے؟

جب جب اس پر سال پورا ہو اس کی موجودہ قیمت کا اندازہ لگا کر اس کی زکاۃ نکالی جائے۔

۶۔ اگر کوئی پراپرٹی محض انویسٹ کے طور پر خریدی گئی ہو

اور یہ خیال ہو کہ کبھی زیادہ نفع ملا تو بیچ دیں گے یا اگر ضرورت پڑی تو اس پر گھر بنائیں گے یا اگر وہ گھر کی شکل میں ہو تو مستقبل میں اس کا استعمال کریں گے تو ایسی پراپرٹی پر زکاۃ نہیں ہے، جب تک اسے تجارت کے لئے استعمال کرنے کی باقاعدہ نیت نہ ہو تب تک اس پر زکاۃ نہیں ہے۔

- **غلوں اور پھلوں کی زکاۃ :**

بعض علماء نے صرف انہیں غلوں اور پھلوں پر زکاۃ واجب بتائی ہے جو حدیث میں منصوص ہیں اور وہ یہ ہیں :

گیہوں، جَو، کھجور، انگور اور کشمش۔

اور علماء کے دوسرے گروہ نے ان تمام غلوں اور پھلوں میں زکاۃ واجب بتائی ہے جن میں حسب ذیل شرطیں پائی جائیں :

۱۔ وہ غلہ اور پھل ہو۔ (سبزیوں وغیرہ میں زکاۃ نہیں ہے بجز اس کے کہ وہ تجارت کے لئے ہوں)۔

۲۔ اس کی ناپ تول ہوتی ہو اور وسق کے ذریعہ اس کا اندازہ لگایا جاتا ہو۔

۳۔ اس کا ذخیرہ کیا جاتا ہو اور جس کا ذخیرہ نہ کیا جا سکتا ہو اس سے دیر پا استفادہ ممکن نہیں ہے اس لئے اس کی مالیت مکمل نہیں ہوتی ہے۔ اس لئے اس میں زکاۃ نہیں ہے۔

۴۔ وہ آدمی کے اگانے سے اگتا ہو، جو خود بخود پیدا ہو جاتا ہو اس میں زکاۃ نہیں ہے۔

۵۔ وہ نصاب کو پہنچ گیا ہو جس کی مقدار پانچ وسق ہے۔

ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے، اور ایک صاع چار مد کا ہوتا ہے، اور ایک مد ایک متوسط آدمی کی دونوں ہتھیلیوں بھر ہوتا ہے۔

عام طور پر علمائے سعودیہ اسی کے قائل ہیں۔

- نصاب کی تکمیل کے لئے ایک ہی جنس کے غلوں اور پھلوں کو ایک ساتھ ملا دیا جائے گا۔ البتہ ایک جنس کو دوسری جنس کے ساتھ نہیں ملایا جا سکتا ہے۔

- **غلوں اور پھلوں کا نصاب :**

اگر زمین بارش کے پانی سے یا ندیوں، نالوں اور تالابوں وغیرہ سے خود ہی سیراب ہو جاتی ہے اور اس میں آدمی کو کچھ محنت یا سرمایہ نہیں لگانا ہوتا ہے تو اس کی زکاۃ ایک عشر (یعنی دسواں حصہ) ہے۔

- اور اگر اس میں پورے طور پر اپنی محنت اور سرمایہ صرف ہوتا ہے تو پھر اس کی زکاۃ نصف عشر (یعنی بیسواں حصہ) ہے۔
- اور اگر قدرتی ذرائع اور انسانی محنت یا سرمائے دونوں کے مساوی اشتراک سے کھیتی ہوتی ہے تو پھر عشر کا تین چوتھائی واجب ہے۔

- **اگر کسی نے زمین کھیتی کے لئے کرائے پر لی ہے تو زکاۃ کس پر ہے؟**

زکاۃ اس شخص پر ہے جس نے زمین کرائے پر لی ہے کیونکہ غلے کا مالک وہی ہوتا ہے۔

- اگر زمین بٹائی پر لی گئی ہو تو ہر ایک پر اپنے اپنے حصے کی زکاۃ واجب ہے اگر وہ نصاب کو پہنچتا ہو۔

- **معدن (دھاتوں) کی زکاۃ :**

معدن میں بعض علماء صرف سونے اور چاندی کی زکاۃ کے قائل ہیں مگر علماء کی ایک بڑی جماعت معدن سے نکلنے والی ہر قیمتی چیز میں زکاۃ کی قائل ہے۔ اور معدن کی تعریف یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو زمین سے نکلتی ہے اور اسی میں پیدا ہوئی ہوتی ہے مگر وہ زمین کا جزء نہیں ہوتی ہے جس کی کوئی قیمت ہوتی ہے۔ مثلاً:

لوہا، یاقوت، زبرجد، عقیق، سرمہ، کبریت، سونا، چاندی، پٹرول، ڈیزل وغیرہ جن پر اسم معدن کا انطباق ہوسکتا ہو۔

● معدن میں زکاۃ اسی وقت واجب ہوتی ہے جب اس کی ڈھلائی اور صفائی وغیرہ ہوکر اصل دھات اور معدن برآمد ہوجائے۔

● معدن دیگر اشیاء کے مقابل پھلوں کے زیادہ مشابہ ہے۔

● معدن اگر نصاب کو پہنچ جائے تو اس کی زکاۃ ربع عشر (یعنی ڈھائی فیصد) ہے۔

● اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا معدنیات کی زکاۃ کے لئے سال گزرنا شرط ہے؟

چاروں مسالک کے علماء اس بات کے قائل ہیں کہ اس کے لئے سال گزرنا شرط نہیں ہے۔

مگر اسحاق اور ابن منذر کہتے ہیں کہ معدن میں بھی سال گزرنے سے پہلے کچھ واجب نہیں ہوتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**لازكاة في مال حتى يحول عليه الحول**'' (صحیح ابن ماجہ: ۲/۹۸، ابن ماجہ: ۱۷۹۲)

کسی بھی مال میں اس وقت تک کوئی زکاۃ نہیں ہے جب تک اس پر سال نہ گزر جائے۔ اور شیخ ابن باز نے بھی اسی رائے کو ترجیح دی ہے۔ (الزكاة في الاسلام للقحطانی ص: ۱۲۳)

● **مقروض کی زکاۃ :**

اگر کوئی قرضدار شخص مالک نصاب ہے اور اسے فوری قرض کی ادائیگی لازم نہیں ہے تو اس پر بھی زکاۃ واجب ہے۔ اور اگر فوری ادائیگی لازم ہو تو وہ پہلے اپنا قرض ادا کرے۔

● اگر کوئی شخص مرجائے اور اس پر واجب زکاۃ کی ادائیگی باقی ہو تو پوری زکاۃ اس کی میراث سے وضع کرنے کے بعد ہی اس کی تقسیم ہوگی۔

● یہ بھی ذہن نشین رہے کہ زکاۃ کی ادائیگی فوری طور پر واجب ہے، اس لئے اس میں بلا عذر تاخیر درست نہیں۔

● **کیا زکاۃ کی پیشگی ادائیگی درست ہے؟**

اگر کوئی شخص سال پورا ہونے سے پہلے ہی اپنی پوری زکاۃ یا اس کا کچھ حصہ ادا کردینا چاہتا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

● **جو مال کسی کو قرض دیا گیا ہو اس کی زکاۃ کا حکم؟**

قرض میں دئے ہوئے مال کی دو صورتیں ہیں :

اگر قرض کسی ایسے شخص یا ادارے کو دیا گیا ہو جس سے وصول کرنا آسان ہو اور وہ وقت مقرر پر مل سکتا ہو تو وہ مال امانت کی طرح ہے اس کی زکاۃ سال بہ سال ادا کرنی ہوگی۔

اور اگر قرض کسی ایسے شخص یا ادارے کو دیا گیا ہو جسے مالی تنگی کا سامنا ہو اور ادائیگی کی استطاعت نہ ہو یا وہ ٹال مٹول کا رویہ اپنانے والا ہو اور مال کی واپسی غیر یقینی ہو تو پھر ایسے مال کی زکاۃ اس وقت ادا کی جائے گی جب وہ اپنے ہاتھ آئے گا۔

مگر اس سلسلے میں علماء کی دو رائیں ہیں کہ ادائیگی پچھلے تمام سالوں کی ہوگی یا صرف اسی وقت سے سال پورا ہونے پر ہوگی جب سے مال قبضے میں آیا ہے؟

شیخ ابن باز اور بیشتر علمائے سعودیہ کی رائے یہی ہے کہ ایک سال کی زکاۃ کی ادائیگی کافی ہوجائے گی، اور پہلی رائے کے مؤیدین حضرت علی کا یہ اثر پیش کرتے ہیں کہ اگر وہ سچا ہے تو قبضے میں آنے کے بعد گزشتہ تمام اوقات کی زکاۃ ادا کرے۔ (ارواء الغلیل میں البانی نے اسے صحیح کہا ہے (۷۸))

کیا اگر کوئی غریب شخص اپنا مقروض ہو تو زکاۃ کی رقم اس

کے قرض کے حساب میں جوڑی جاسکتی ہے؟

نہیں ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ البتہ زکاۃ میں برابر کرنے کی نیت کے بغیر اس غریب شخص کو زکاۃ دی جائے اور وہ اپنی خوشی سے اسے قرض میں چکا دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

● **مصارف الزکاۃ : یعنی زکاۃ کن لوگوں کو دی جائے گی؟**

اللہ تعالیٰ نے زکاۃ کے مستحقین کی تعیین خود ہی فرما دی ہے اور ان کی تعداد آٹھ ہے، فرماتا ہے: (إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۖ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ) (التوبہ:٦٠)

''صدقے صرف فقیروں کے لئے ہیں اور مسکینوں کے لئے اور ان کے وصول کرنے والوں کے لئے اور ان کے لئے جن کے دل پر چائے جاتے ہوں اور گردن چھڑانے میں اور قرض داروں کے لئے اور اللہ کی راہ میں اور راہرو مسافروں کے لئے، فرض ہے اللہ کی طرف سے، اور اللہ علم وحکمت والا ہے''۔

۱۔ **فقراء :** فقیر وہ ہوتا ہے جس کے پاس بالکل مال نہ ہو یا کفایت کرنے والے مال سے نصف سے بھی کم اس کے پاس ہو اور کسی شرعی عذر کی وجہ سے اس کے پاس کمائی کی بھی استطاعت نہ ہو یا محنت کرنے کے بعد بھی کفایت حاصل نہ ہوسکتی ہو۔ ایسے شخص کو اس کی کفایت بھر زکاۃ دی جائے گی۔ اور اگر کوئی شخص کمانے کی طاقت رکھنے کے باوجود حصول علم یا علم کی نشر واشاعت کے لئے فارغ ہونے کی وجہ سے کمانہ پاتا ہو تو وہ بھی مستحق زکاۃ ہے اور ایسے شخص کی رعایت اہم ہے۔

۲۔ مسکین وہ ہوتا ہے جسے اپنی کفایت کا نصف یا اس سے زیادہ حاصل ہو خواہ وہ کمائی سے حاصل ہو یا کسی اور ذریعہ سے مگر وہ اس کے لئے کافی نہ ہوتا ہو بلکہ اس کی اور اس کے اہل وعیال کی اساسی ضرورتیں بلا اسراف کے باقی رہ جاتی ہوں۔

● فقیر ومسکین اگر شادی کے ضرورت مند ہوں تو زکاۃ کے مال سے ان کی شادی کرائی جاسکتی ہے۔

۳۔ **العاملون علیھا :** ان سے مراد زکاۃ کی وصولی کرنے والے، اس کی حفاظت کرنے والے اور ان کا حساب کتاب رکھنے والے اور وہ تمام لوگ ہیں جو اپنا وقت لگا کر زکاۃ کے لئے کام کرنے والے ہوں۔ ایسے لوگوں کو بطور اجرت زکاۃ کا مال دیا جاتا ہے خواہ وہ مالدار ہی کیوں نہ ہوں۔ اور انہیں بقدر کفایت ادا کیا جائے گا، یہاں تک کہ اس میں حسب وسعت شادی، مکان اور خادم تک شامل ہے۔

۴۔ **المولفۃ قلوبھم :** جن کی تالیف قلب مقصود ہو۔

اس سے مراد ایسا با اثر سردار ہے جو اپنے قبیلے یا معاشرے میں معزز ہوتا ہے اور اس کی بات لوگ مانتے ہیں، اگر اسے قریب لایا جائے تو امید ہو کہ وہ مسلمان ہوجائے گا، یا اس کے شر سے مسلمان محفوظ رہیں گے، یا مال حاصل ہونے سے ایمان والا ہونے کی صورت میں اس کے ایمان میں قوت پیدا ہوگی، یا اس کا کوئی ہمسر اور ہم پایہ شخص اسے دیکھ کر مسلمان ہوجائے گا، یا پھر وہ ان لوگوں سے زکاۃ کی وصولی میں معاون ہوگا جو زکاۃ نہیں دیتے ہیں۔

جن کی تالیف قلب مقصود ہوتی ہے ان کی دو قسمیں ہیں :

اول : کفار اور ان کی دو قسمیں ہیں :

قسم اول : وہ کافر جس سے شر کا خوف ہو اور مال دینے

سے امید ہو کہ وہ شر سے باز آ جائے گا، اور اس کے ساتھ دوسروں کے شر سے بھی حفاظت ہوگی۔

قسم دوم : جس کے اسلام لانے کی امید ہو اور مال پانے سے اس کے اسلام لانے کی نیت قوی ہو سکتی ہو۔

دوم : جن کا تعلق مسلمانوں سے ہے اور ان کی چار قسمیں ہیں :

أ۔ وہ مسلم سردار جن کے ارد گرد انہیں کے ہم رتبہ و ہم پایہ کافر سردار ہوں، یا مسلم سردار ہوں جو (بہت پختہ نہ ہوں مگر) اسلام کے متعلق اچھی نیت رکھتے ہوں، اگر انہیں کچھ دیا جائے تو ان ہمسر سرداروں کے بھی اسلام لانے کی امید ہو جائے یا اسلام سے متعلق ان کی نیت اچھی ہو جائے تو انہیں زکاۃ دی جا سکتی ہے۔

ب۔ وہ لوگ جو بلاد اسلام کے ایک گوشے میں رہتے ہوں، اگر انہیں دیا جائے تو وہ اپنے آس پاس کے دوسرے گوشے کے مسلمانوں کو جو ضرورت مند ہوں دے سکتے ہوں۔

ج۔ کچھ ایسے لوگ ہوں جن کے ڈر سے زکاۃ نہ دینے والے زکاۃ دے دیں تو ایسے لوگوں کو بھی زکاۃ دی جا سکتی ہے۔

ھ۔ ایسے سردار جو اپنی قوم میں معزز ہوں اور ان کی بات مانی جاتی ہو، اگر انہیں دیا جائے تو ان کا ایمان مضبوط ہوگا اور وہ دین کی نصرت اور جہاد میں کام آئیں گے۔

۵۔ **رقاب :** گردن آزاد کرنے میں۔

اس میں تین طرح کے لوگ آتے ہیں :

اول : وہ مسلمان غلام جس نے اپنے مالک سے قسط وار ادائیگی پر آزادی کا معاہدہ کر رکھا ہو۔ اس کی مدد زکاۃ کے مال سے کی جائے گی۔

دوم : وہ مسلمان قیدی جو کافروں کے قبضے میں چلا گیا ہو۔

سوم : وہ مسلمان جو غلام بنا لیا گیا ہو۔

ان سب کی مکمل آزادی یا جزوی مدد کے لئے زکاۃ کا مال خرچ کیا جائے گا۔

۶۔ **الغارمون :** مقروض لوگ۔

یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو قرض لے کر اس کی ادائیگی سے عاجز رہ جاتے ہیں۔ اور ان کی دو قسمیں ہیں :

اول : وہ لوگ جو باہمی نزاعات کا تصفیہ کرانے، اصلاح کرانے، یا دیت وغیرہ اپنے ذمہ لے لینے اور ایسی ہی ضرورتوں میں مالی بوجھ اٹھا لینے کی وجہ سے ضرورتمند ہو جاتے ہیں۔ یا قرض لے کر ایسی ضرورتوں کو پورا کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی مدد زکاۃ سے کی جائے گی۔

دوم : وہ لوگ جو اپنی کسی جائز ضرورت کے لئے قرض لے لیتے ہیں پھر اس کی ادائیگی سے قاصر رہ جاتے ہیں، یا وہ لوگ جو کسی معصیت ہی کے کام میں مقروض ہو جاتے ہیں مگر بعد میں سچی توبہ کر لیتے ہیں مگر اس مشکل میں پھنسے ہوتے ہیں اور بلا کسی معاونت کے اس سے نکل نہیں سکتے ہیں تو زکاۃ سے ان کی مدد کی جائے گی اور ان کے نیکی پر ثبات کی راہ ہموار کی جائے گی۔ لیکن اگر کوئی شخص صرف زکاۃ کا مال وصول کرنے کے لئے نیک بن جاتا ہو تو ایسے شخص کو زکاۃ نہیں دی جائے گی۔

۷۔ **فی سبیل اللہ :** اللہ کی راہ میں۔

۱۔ اکثر علماء کے نزدیک اس سے مراد جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

۲۔ حدیث میں صریح طور پر حج کو سبیل اللہ میں داخل مانا گیا ہے۔

اورحضرت ابن عباس وغیرہ کا اثر بھی ہے اس لئے فریضۂ حج کی ادائیگی میں زکاۃ کے مال سے مدد کی جاسکتی ہے۔

۳۔ بعض علماء اس میں توسع کے قائل ہیں اور ملی و جماعتی مصلحتوں کے تمام کاموں کو اس میں شامل مانتے ہیں۔متقدمین میں ان کی تعداد اگرچہ کم ہے مگر ان کے اپنے دلائل ہیں ۔اور متاخرین میں ان کی تعداد اچھی خاصی ہے۔ بالخصوص ان لوگوں کی رائے قابل توجہ ہے جولوگ نصرت دین، اعلائے کلمۃ اللہ اور دعوت إلی اللہ سے متعلق کاموں میں اس مصرف کو شامل مانتے ہیں ۔مثلاً:علم کی نشر واشاعت اور مدارس وغیرہ کا قیام تو موجودہ دور کے حالات اور اسلام کی بقا اور حفاظت کے لئے علم کی اہمیت کے پیش نظر ان کی رائے کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے بالخصوص جبکہ دیگر ذرائع سے مدارس وغیرہ کے نظام کو باقی رکھنا اور چلانا ہمارے ملک میں قریب قریب ناممکن یا انتہائی دشوار نظر آتا ہے۔واللہ اعلم.

۸۔ **ابن السبیل** : وہ پردیسی مسافر جس کا راستہ کٹ گیا ہو اور مالی مجبوری کی وجہ سے وہ اپنے شہر اور اہل وعیال تک پہنچنے سے قاصر ہو گیا ہو گو اپنی بستی میں وہ صاحب حیثیت ہی کیوں نہ ہو۔ایسے شخص کو زکاۃ سے اتنا دیا جاسکتا ہے جس سے وہ اپنی منزل تک پہنچ سکے۔

● زکاۃ غریب ومحتاج رشتے داروں کو دینا افضل اور مستحب ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: مسکین کو صدقہ دینا صدقہ ہے، اور قرابتدار کو صدقہ دینے میں دو باتیں ہیں: صدقہ اور صلہ رحمی۔(نسائی:۲۵۸۱،ترمذی:۶۵۸)

● **وہ لوگ جنھیں زکاۃ نہیں دی جاسکتی ہے :**

۱۔ **کفار** : جو کفار تالیف قلب کے زمرے میں آتے ہیں انہیں چھوڑ کر کسی کافر کو زکاۃ نہیں دی جاسکتی ہے اگر دی گئی تو ادا نہ ہوگی۔

۲۔ **آل نبی محمد ﷺ** : اور یہ بنی ہاشم کے تمام لوگ ہیں۔

۳۔ **موالی بنی ہاشم:** بنی ہاشم کے آزاد کردہ غلام۔

● امام ابن تیمیہ کی رائے یہ ہے کہ اگر خمس کے نظام سے اپنی ضرورت پورا کرنے کا ان کے لئے کوئی انتظام نہ ہو تو مذکورہ دونوں قسم کے لوگ زکاۃ لے سکتے ہیں۔شیخ ابن عثیمین اور شیخ ابن باز وغیرہ کی رائے بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ اگر بیت المال سے ان کے لئے کوئی نظم نہ ہو تو بدرجہ مجبوری لے سکتے ہیں۔(دیکھئے: الزكاة في الاسلام للقحطاني:۲۸۲-۲۸۳)

۴۔ **غلام (غیر مکاتب)** : اسے زکاۃ نہیں دی جائے گی کیونکہ وہ اس کے مالک کو جائے گی۔

۵۔ **غنی** : خواہ اس کے پاس مال ہو یا وہ کمانے کی طاقت رکھتا ہو اور کسی شرعی ضرورت یا عذر کے بغیر کمائی ترک کر رکھی ہو۔

۶۔ کسی ایسی فقیر عورت کو جو کسی مالدار کے ماتحت ہو اور وہ اس کی ضرورتیں پوری کرتا ہو۔

● لیکن اگر کسی عورت کا شوہر صاحب حیثیت ہو اور نان نفقہ کی صلاحیت رکھنے کے باوجود اپنی بیوی اور بچوں کا خرچ نہیں دیتا اور اسے مجبور کرنے کی بھی کوئی صورت نہ ہو تو ایسی عورت کو زکاۃ دی جاسکتی ہے۔

۷۔ جن کا خرچ اپنے اوپر لازم ہو انہیں زکاۃ نہیں دی جاسکتی ہے۔اور وہ حسب ذیل ہیں :

اول : اصول خواہ وہ کتنے ہی اوپر تک جائیں : اور وہ

ہیں : والد، والدہ، ان دونوں کے باپ، ان دونوں کی مائیں اب وہ زکاۃ دینے والے سے چاہے جتنے اوپر تک جائیں دادا پردادا نانا پرنانا وغیرہ وغیرہ یا دادی پردادی نانی پرنانی وغیرہ وغیرہ۔خواہ وہ ان میں سے کسی کی وراثت میں حصے دار بنتا ہو یا نہ بنتا ہو۔

دوم : فروع خواہ وہ کتنے ہی نیچے تک جائیں : اور وہ ہیں اولاد : لڑکے لڑکیاں، لڑکوں کی اولاد، لڑکیوں کی اولاد، اب خواہ وہ کتنے ہی نیچے تک جائیں، خواہ وہ وارث ہوں یا غیر وارث ہوں۔

اگر والدین مقروض ہوں تو اپنی زکاۃ سے ان کا قرض چکایا جاسکتا ہے :

● مگر یہ صورت اس سے مستثنیٰ ہے کہ اگر والد یا دادا پردادا یا نانا وغیرہ مقروض ہوں اور قرض کی ادائیگی سے قاصر ہوں تو زکاۃ کے مال سے ان کے قرض کی ادائیگی کی جاسکتی ہے کیونکہ یہ اپنے اوپر واجب خرچ کے زمرے میں نہیں آتا ہے۔

● مگر اس کی شرط یہ ہے کہ جولڑ کا قرض ادا کرنے جارہا ہو وہ قرض اسی کے اخراجات یا گھریلو ضرورتیں پوری کرنے کے لئے نہ لیا گیا ہو۔

● اسی طرح باپ اپنے بیٹے کا یا دادا اپنے پوتے کا قرض عاجزی کی صورت میں اپنی زکاۃ سے ادا کرسکتا ہے۔

● امام ابن تیمیہ کی رائے یہ ہے کہ اصول (باپ دادا وغیرہ) یا فروع (بیٹے پوتے وغیرہ) اگر غریب ومحتاج ہوں اور اپنے پاس بھی ان کا خرچ اٹھانے کی استطاعت نہ ہو اور صرف زکاۃ ہی کا ایک راستہ بچتا ہو تو اپنی زکاۃ انہیں بھی دی جاسکتی ہے۔(الاختيارات الفقهية:ص ۱۵۴)

● اگر بیوی مقروض ہو اور وہ قرض شوہر پر واجب گھریلو اخراجات کے لئے نہ لیا گیا ہو اور اس کے ذریعہ شوہر پر واجب نفقہ نہ پورا کیا گیا ہو تو شوہر اپنی زکاۃ سے اس کا قرض ادا کرسکتا ہے۔(دیکھئے:الشرح الممتع لابن عثيمين۶/۲۶۸)

● کیا بیوی اپنے شوہر کو اپنی زکاۃ دے سکتی ہے؟

اگر شوہر زکاۃ کا مستحق ہو تو بیوی راجح قول کے مطابق اپنی زکاۃ اسے دے سکتی ہے۔اس کی دلیل ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی کا واقعہ ہے۔ (دیکھئے: بخاری: ۱۴۶۲، بخاری: ۱۴۶۶، مسلم: ۱۰۰۰)

۸۔ بدعتی اور فاسق کو زکاۃ نہ دی جائے :

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں : زکاۃ کے مستحقین میں سے ان فقراء ومساکین اور قرضداروں کی جستجو ہونی چاہیے جو دیندار ہوں متبع شریعت ہوں، اور جو بدعتوں اور گناہوں کا اظہار کرے وہ تو سزا اور بائیکاٹ وغیرہ کا مستحق ہے، اس سے تو توبہ وغیرہ کرائی جائے گی۔ پھر آخر ان گناہوں پر اس کی مدد کس طرح کی جائے؟(مجموع الفتاوىٰ:۲۵/۸۷، ۲۴/۲۷۸)

بیشک زکاۃ ان گنہگاروں کو بھی دی جاسکتی ہے جو اسے اپنے گناہ کے کاموں میں صرف نہ کریں بلکہ اپنی گھریلو ضروریات اور اہل وعیال کے اخراجات پر صرف کریں اور انہیں نصیحت کی جائے۔

شیخ ابن باز وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ زکاۃ اہل صلاح وتقویٰ کو دینا افضل واولیٰ ہے اور جان بوجھ کر نماز چھوڑ دینے والے کو زکاۃ نہ دی جائے اگر چہ وہ اس کے وجوب کا منکر نہ ہو کیونکہ ترک صلاۃ کفر اکبر ہے۔

❖ ❖ ❖

آئینۂ جمعیت و جماعت

رپورٹ سالانہ کارکردگی

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

(سن 1438ھ تا 1439ھ بمطابق سن 2017ء-2018ء)

دفتر صوبائی جمعیت

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی شہر ممبئی، تھانہ اور دیار کوکن میں جماعت اہل حدیث کی نمائندہ تنظیم ہے۔ تنظیمی سرگرمیوں اور دعوتی جدوجہد کے حوالہ سے صوبائی جمعیت ملک بھر میں معروف ہے۔ وسیع لائحہ عمل، فعّال تنظیمی اور دعوتی شعبہ جات اور مختلف دعوتی صلاحیتوں میں مہارت رکھنے والے علماء اور دعاۃ کی مضبوط ٹیم کے حوالہ سے صوبائی جمعیت ملک بھر کے اداروں میں اپنی خصوصی شناخت رکھتی ہے۔ اللہ کے فضل واحسان اور جماعت کے قیمتی تعاون کے ساتھ ہم اپنی وسعت بھر کوشش کر رہے ہیں کہ جماعت کی تنظیم اور تنسیق اور دعوت کی ذمہ داریاں جمعیت کما حقہ ادا کر سکے۔ ذیل میں جمعیت کی سرگرمیوں کا مختصر سا خاکہ پیش کیا جارہا ہے۔

1. شعبۂ تنظیم و رابطہ عامہ:

صوبائی جمعیت اپنی ماتحت جمعیتوں کی کارکردگی کا مستقل جائزہ لیتی رہتی ہے۔ یہ جمعیات صوبائی جمعیت کے ساتھ مستقل رابطہ میں رہتی ہیں۔ صوبائی جمعیت مختلف ضروری اور مطلوبہ سرگرمیوں کی طرف ان کی توجہ مبذول کراتی رہتی ہے۔ وقتاً فوقتاً ضلعی امراء اور نظماء کی مشاورتی مجالس بھی منعقد کی جاتی ہیں اور ان میں مختلف امور پر تبادلہ خیال ہوتا ہے۔

مجلس عاملہ اور مجلس شوریٰ کی میٹنگیں موقع بموقع ہوتی رہتی ہیں۔

2. شعبۂ دعوت:

- حسب سابق امسال بھی ماہانہ اجتماعات کا سلسلہ جاری رہا۔ اور متعدد مقامات پر ان کا انعقاد ہوا۔
- صوبائی جمعیت کے متعدد دعاۃ ممبئی کی مختلف مساجد کی جانب سے دعوت پر دروس اور اجتماعات میں شرکت کرتے ہیں۔
- خطبات جمعہ دعوت وتبلیغ کا ایک موثر ذریعہ ہیں اس لئے صوبائی جمعیت کے دعاۃ ہر جمعہ ممبئی کی مختلف مساجد میں خطبہ جمعہ کی ذمہ داری ادا کرتے ہیں۔
- صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی حلقے کی مختلف مساجد میں دروس، خطبات جمعہ وغیرہ کے لئے علاقہ ہی کے معتبر علماء کی خدمات بھی حاصل کرتی ہے۔
- 6 اگست 2017ء اتوار کے دن صوبائی جمعیت کی جانب سے مسجد جامعۃ الرشاد کرلا ویسٹ میں حسب روایت حجاج کرام کی تربیت کے لیے حج تربیتی کیمپ کا انعقاد کیا گیا، اور یہ سلسلہ بھی پچھلے کئی سالوں سے قائم ہے۔
- ائمہ مساجد کا مقام مسلم معاشرہ میں بہت بلند اور ان کی ذمہ داریاں انتہائی اہم ہیں۔ 22، اکتوبر 2017ء بروز اتوار ائمہ ودعاۃ کی تربیت اور تدریب کے لئے صبح دس بجے

سے صلاۃ عشاء تک مسجد اہل حدیث کاپڑیا نگر کرلا میں دورۂ تدریبیہ برائے ائمہ ودعاۃ کا انعقاد کیا گیا۔ یہ پروگرام گزشتہ سال بھی منعقد ہوا تھا جس میں تقریبا 300 دعاۃ نے شرکت کی تھی۔اوراس سے قبل بھی اس اہم پروگرام میں دعاۃ کی بھاری تعداد شریک ہوتی رہی ہے اور اس کی مقبولیت اور طلب میں روز افزوں اضافہ ہوتا جارہا ہے، امسال بھی اس پروگرام میں شرکاء کی تعداد 300 کے قریب تھی، اور حسب روایت اس اجلاس میں بھی شریک تمام دعاۃ کوشرکت کی سند کتابوں کا ایک سیٹ، ایک عدد بیگ، اور ایک معقول رقم بطور ہدیہ وتشجیع دی گئی۔

● حسب سابق امسال بھی صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کا سالانہ اجلاس جامع مسجد اہل حدیث مومن پورہ کے تعاون سے ''جھولا میدان، مومن پورہ، بائیکلہ'' میں زیر صدارت مولانا عبدالسلام صاحب سلفی امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی منعقد کیا گیا، جس میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے فضیلۃ الشیخ شیر خان جمیل عمری حفظہ اللہ (نائب ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ) نے شرکت فرمائی، فضیلۃ الشیخ ظفرالحسن مدنی، فضیلۃ الشیخ یاسرالجابری، فضیلۃ الشیخ عبدالحسیب مدنی، فضیلۃ الشیخ محمد رحمانی اور فضیلۃ الشیخ ابوزید ضمیر حفظہ اللہ نے اپنے خطابات سے سامعین کو مستفید فرمایا، جماعت کے افراد نے ہزاروں کی تعداد میں شرکت کر کے جمعیت کے ساتھ اپنی وابستگی اور محبت کا ثبوت فراہم کیا اجلاس کی نظامت فضیلۃ الشیخ عبدالحکیم مدنی صاحب اور فضیلۃ الشیخ محمد عاطف سنابلی صاحب نے کی۔ کانفرنس کے کنوینر مولانا عبدالجلیل انصاری مکی صاحب اور صدر مجلس استقبالیہ مولانا محمد مقیم فیضی صاحب تھے۔

طلباء کے لئے خصوصی پروگرام (سمر کیمپ) کا انعقاد

● گرمی کی سالانہ چھٹیوں میں اسکول میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کے لیے صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کی جانب سے مسجد دارالسلام، کوسہ، ممبرا اور مسجد اہل حدیث کاشی میرا میں دس روزہ تعلیمی وتربیتی سمر کورس کا انعقاد کیا گیا، اس کورس میں مختلف اساتذہ نے عقیدہ، منہج، عبادات، اخلاق اور، معاملات کے موضوعات پر دروس پیش کئے، مسجد دارالسلام میں 150 طلبہ اور مسجد اہل حدیث کاشی میرا میں 50 طلبہ نے کورس میں شرکت کی، ممتاز نمبرات حاصل کرنے والے طلبہ کے ساتھ ساتھ کورس میں شرکت کرنے والے تمام طلبہ کو جمعیت کی طرف سے سند اور انعامات سے سرفراز کیا گیا۔

● صوبائی جمعیت کے ذمہ داران اور دعاۃ دیگر اداروں کے دعوتی وتربیتی اجتماعات اور کانفرنسوں میں بھی شرکت کرتے ہیں اور حسب طلب ملک کے دیگر خطوں میں بھی جاتے ہیں۔

● جماعت اور منہج مخالف سرگرمیوں کا بروقت تدارک اور حسب ضرورت کارروائیاں بھی اس شعبے کی ذمہ داریوں کا حصہ ہیں۔

3. صوبائی جمعیت کی غیر منقولہ جائدادیں

جوگیشوری ویسٹ ایس وی روڈ پر فیضان اپارٹمنٹ میں مسجد کے لیے ایک کمرشیل گالہ تقریبا ایک سال پہلے خریدا گیا تھا اور صوبائی جمعیت کے نام اس کی رجسٹری بھی ہوگئی ہے، وہاں جمعہ، جماعت اور دیگر دینی سرگرمیاں بھی چل رہی ہیں، اس کے ساتھ شہر ممبئی میں جمعیت کی ملکیت میں کل چار جائدادیں شامل ہوگئی ہیں۔

1) صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کی موجودہ آفس، کرلا بس ڈپو کے سامنے، ایل بی ایس روڈ، کرلا ویسٹ

2) صوبائی جمعیت اہل حدیث کی قدیم آفس، آشیانہ اپارٹمنٹ، بالمقابل فوزیہ ہاسپٹل کرلا ویسٹ

3) جامع مسجد اہل حدیث کپاڈیہ نگر کرلا ویسٹ کے بغل میں ایک وسیع گالہ

4) مسجد اہل حدیث، ایس وی روڈ، فیضان اپارٹمنٹ، جوگیشوری ویسٹ

4. شعبۂ افتاء وتصفیہ معاملات:

یہ جمعیت کا کافی فعال شعبہ ہے، جمعیت کے مفتی صاحبان مختلف مسائل پر آنے والے استفتا کا جواب باقاعدگی سے دیتے ہیں، تحریری وزبانی دونوں طرح سے یہ سرگرمی جاری ہے۔

طلاق وخلع جیسے مسائل میں بھی جمعیت کے ذمہ داران صلح صفائی اور نزاعات کے خاتمے کے لئے اپنی پوری کوشش صرف کرتے ہیں اور فریقین کے لئے اپنے وقت کا بڑا حصہ لگاتے ہیں اور ان کی خیر خواہی کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے۔

پورے سال میں تقریبا سو سے زائد فتاوے صوبائی جمعیت کی جانب سے ایشو کیے گئے جن کی نقول دفتر میں موجود ہیں۔

دیگر امور میں بھی باہمی نزاعات کے خاتمے کے لئے جو لوگ جمعیت سے رجوع کرتے ہیں ذمہ داران ان کی طرف پوری توجہ دیتے ہیں۔

جماعتی احباب یا علماء کے لئے اگر مشیئت الٰہی سے جماعتی یا ملی اعتبار سے کوئی مشکل پیش آتی ہے تو جمعیت امکانی تعاون کے لئے ہمیشہ تیار رہتی ہے اور ماضی میں کئی معاملات میں جمعیت نے اپنا کردار بخوبی نبھایا ہے اور دامے درمے قدمے سخنے ہر طرح کی کوششیں صرف کی گئی ہیں۔ وللہ الحمد۔

جمعیت کے علماء ذاتی ملاقات، فون اور سوشل میڈیا کے ذریعہ بھی عوام کی دینی رہنمائی کے فرائض انجام دیتے رہتے ہیں۔

5. پریس ریلیز:

مختلف سیاسی اور دعوتی معاملات میں اپنے موقف کی وضاحت اور عوام کی رہنمائی کے لیے صوبائی جمعیت کے دفتر سے پریس ریلیز جاری ہوتی رہتی ہے۔ یہ پریس ریلیز ملک بھر کے اخبارات، نیوز ویب سائٹس کے ساتھ ساتھ سوشل میڈیا پر بھی شائع کی جاتی ہے۔

6. شعبہ تحقیق وتالیف وترجمہ:

اس شعبے کے تحت مختلف اہم ترین موضوعات پر دسیوں کتابیں اب تک لکھی اور تیار کی جا چکی ہیں، نیز مختلف قسم کے دعوتی پمفلٹ، فولڈر اور کتابچے وغیرہ بھی تیار کئے گئے ہیں اور مزید کتابوں کے ترجمے، تالیف اور ترتیب کا کام جاری ہے۔

7. شعبۂ نشر واشاعت:

اس شعبے کے تحت مختلف کتابیں منظر پر آئی ہیں اور یہ کتابیں بڑی تعداد میں مفت تقسیم ہوئی ہیں، اس شعبہ کے تحت شائع ہونے والی حالیہ کتابوں کی ایک سرسری فہرست حسب ذیل ہے:

1. **علماء کے حقوق**، تالیف: ڈاکٹر عبدالرحمٰن اللویحق، اردو ترجمہ: شیخ عنایت اللہ مدنی، صفحات 280

2. **منہج سلف صالحین**، تالیف امام ابو محمد حسن بر بہاری رحمہ اللہ، ترجمہ حافظ حامد محمود الخضری، صفحات 184

3. **سماحۃ الشیخ امام ابن باز کا منہج فتویٰ**، تالیف: شیخ عبدالرحمٰن السدیس، اردو ترجمہ: شیخ عنایت اللہ مدنی، صفحات 208

4. **خوارج اور ان کے اوصاف**، تالیف ڈاکٹر محمد غیث غیث، ترجمہ: عقیل احمد بن حبیب اللہ صفحات 112

5. **خطبہ صدارت از فضیلۃ الشیخ عبدالسلام سلفی حفظہ اللہ**

بموقع پیغام حق کانفرنس، بمقام جھولا میدان ،مومن پورہ، ممبئی۔ صفحات 24

6. **اتباع سنت اور علماء امت**، تالیف فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر محمد بن ہادی بن علی المدخلی حفظہ اللہ، اردو ترجمہ فضیلۃ الشیخ عنایت اللہ سنابلی مدنی ،صفحات 168

(یہ کتاب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کی تحریک پر ضلعی جمعیت اہل حدیث بھیونڈی نے شائع کی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء)

8. شعبۂ تقسیم کتب:

جمعیت کی شائع کردہ کتابوں کی مفت تقسیم کے علاوہ صوبائی جمعیت دیگر اداروں کی مطبوعات اور تراجم قرآن ان اداروں کے تعاون سے مسلسل تقسیم کرتی رہتی ہے۔

9. صوبائی جمعیت کا کلینڈر:

صوبائی جمعیت پورے اہتمام کے ساتھ مفید معلومات اور مناسب دعاؤں پر مشتمل نہایت ہی خوشنما اور دیدہ زیب کلینڈر منظر عام پر لاتی ہے جس میں نماز کے اوقات بھی ہوتے ہیں، یہ کلینڈر جماعتی وغیر جماعتی احباب کی طرف سے ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا ہے اور اس کی کھپت ہزاروں کی تعداد میں ہوتی ہے مگر طلب اس سے بھی زیادہ رہتی ہے۔

10. رمضان کا ٹائم ٹیبل:

یہ کام بھی صوبائی جمعیت کی طرف سے مستقل ہوتا ہے اور صوبائی جمعیت کے حلقوں میں بڑی تعداد میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

11. ماہنامہ الجماعۃ:

صوبائی جمعیت نے ''الجماعۃ'' نامی پرچہ کا اجرا کیا تھا تین سالوں سے الحمدللہ ماہنامہ تاریخ کی پابندی کے ساتھ مسلسل نکل رہا ہے۔موضوعات کے تنوع اور زبان وبیان کی سلاست، تحقیق کے عمدہ معیار کی بنیاد پر یہ پرچہ اپنی منفرد شناخت رکھتا ہے۔

12. شعبۂ توصیات وتزکیات:

صوبائی جمعیت مقامی وغیر مقامی مستحق اداروں کے لئے توصیات کا اجرا بھی مستقل طور پر کرتی رہتی ہے۔ اس سال سیکڑوں توصیات کا اجراء صوبائی جمعیت اہل حدیث کی آفس سے عمل میں آیا۔

13. جماعتی مسائل کے حل کی کوشش:

مختلف مقامات پر کبھی کبھی جماعتی افراد کے درمیان نامناسب حالات پیدا ہوجاتے ہیں، جمعیت ان حالات کے خاتمے کے لئے پوری پوری کوشش کرتی ہے اور الحمدللہ اکثر وبیشتر اس کے نتائج بہت عمدہ اور خوش کن ہوتے ہیں۔

کبھی کبھی غیر جماعتی عناصر کی طرف سے جماعت اور افراد جماعت کے خلاف نامناسب سرگرمیاں بھی سامنے آتی ہیں، ایسے حالات میں جمعیت کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ اشتعال کے بغیر نرمی اور سنجیدگی کے ساتھ ان مسائل کو حل کیا جائے اور جمعیت ہر سطح پر اس کے لئے اپنی کاوشیں صرف کرتی ہے اور بحمد للہ بہت سے مسائل اسی طرح حل بھی ہوئے ہیں۔

14. صوبائی جمعیت کا ریلیف فنڈ:

صوبائی جمعیت مختلف قدرتی آفات اور ناگہانی حالات میں شہر ممبئی اور ملک کے مختلف حصوں میں امداد کا کام کرتی ہے۔اس سال ملک کے مختلف حصوں میں سیلاب نے بڑے پیمانے پر تباہی پھیلائی۔صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی نے سیلاب متاثرین کی امداد کے لیے تحریک شروع کی اور اس کا عمدہ نتیجہ برآمد ہوا، مساجد کے عوامی تعاون سے بہار اور یوپی کے سیلاب متاثرین کے لیے جو رقم جمع ہوئی وہ متاثرین تک پہنچادی گئی۔

اللہ کے فضل واحسان سے امداد کی پہلی قسط پانچ لاکھ روپے

پر مشتمل مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے حوالے کی گئی، اور دو لاکھ روپے ممبئی کے ایک اہم جماعتی بزرگ اور دینی شخصیت کے واسطے سے بہار کے لیے روانہ کیے گئے۔ صوبائی جمعیت کے ایک اعلیٰ سطحی وفد نے ضلع سدھارتھ نگر میں سیلاب متاثرہ علاقوں کا دورہ کرکے متاثرین میں براہ راست ریلیف کی رقم تقسیم کی۔

ناگریز حالات میں موقع بہ موقع جمعیت انفرادی سطح پر بھی لوگوں کا مالی تعاون کرتی رہی ہے۔

15. شعبہ رفاہ عامہ:

- جمعیت اس کے ذریعہ اپنے وسائل کے مطابق بیماروں، ضرورتمندوں اور ناداروں کی ممکنہ مدد کرتی ہے۔

مکاتب کا تعاون:

- کئی مکاتب کے لئے مدرسین کی تنخواہوں میں بھی تعاون کیا جاتا ہے۔

16. شعبہ مالیات:

یہ شعبہ جمعیت کا اہم ترین شعبہ ہے کیونکہ پورے نظام کے قائم رکھنے اور تنخواہوں سے لے کر دیگر اخراجات تک کے لیے مال کی جو اہمیت ہے وہ کسی پر مخفی نہیں ہے۔ اور مال کی فراہمی جیسا کہ ظاہر ہے انتہائی مشقت طلب کام ہے اور اس کے لیے مسلسل جدوجہد کی ضرورت رہتی ہے، امیر محترم اس سلسلے میں خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں کہ وہ احباب جماعت کے تعاون سے اس شعبہ کو فعال رکھنے کے لیے خصوصی دلچسپی کا مظاہرہ فرماتے ہیں اور اپنی ذاتی مصروفیات پر جماعتی ضرورتوں کو اکثر اوقات ترجیح دیا کرتے ہیں جس کا اجر انہیں اللہ تعالیٰ ہی عطا کرسکتا ہے۔

اس شعبہ کا حساب کتاب الحمدللہ اپ ڈیٹ رکھا جاتا ہے اور ہر سال آڈٹ کراکے ریٹرن فائل کردی جاتی ہے اور قانونی تقاضوں کو بحمدللہ پورا کیا جاتا ہے۔

عاملہ وشوریٰ کی مجلسوں میں آمد وخرچ کا تفصیلی حساب ہمیشہ پیش کیا جاتا ہے۔

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کا سالانہ بجٹ تقریباً ساٹھ لاکھ (60,00,000) ہے۔

17. انٹرنیٹ پر جمعیت کی سرگرمیاں

1) جمعیت کی ویب سائٹ

www.ahlehadeesmumbai.org (2

فیس بک اکاؤنٹ :

subaijamiatahlehadeesmum (3

ٹویٹر اکاؤنٹ :

@JamiatSubai/twitter.com

4) یوٹیوب چینل :

SubaiJamiatAhleHadeesMumbai

5) ایس ایم ایس الرٹ چینل: Jamiat

6) جمعیت کی واٹس اپ براڈ کاسٹ لسٹ۔ جس کے ذریعہ سیکڑوں افراد تک جمعیت کی سرگرمیاں اور دعوتی پیغامات ارسال کئے جاتے ہیں۔

علماء کے بیانات کی اعلیٰ معیار کی ریکارڈنگ کے لیے بہترین کوالیٹی کا کیمرا اور دیگر لوازمات خریدے گئے ہیں۔

18. مکتبہ

صوبائی جمعیت کی جانب سے جماعتی کتابوں کی فراہمی کے مقصد سے ایک مکتبہ کا بھی افتتاح الحمدللہ کیا جاچکا ہے۔ اور اس میں مختلف موضوعات پر قیمتاً کتابیں دستیاب ہیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

❖ ❖ ❖

آئینۂ جمعیت وجماعت

جماعتی خبریں

دفتر صوبائی جمعیت

شیخ محمد مقیم فیضی۔حفظہ اللہ۔ (نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی) ۱۴/اپریل کو پٹیل محلہ نظام پورہ کی مسجد میں آپ کی صدارت میں اجتماع منعقد ہوا جس میں آپ کا خطاب ہوا۔ ۲۲/اپریل کو مسجد اہل حدیث دارالسلام کوسہ ممبرا میں سمر کیمپ کے موقع پر ''ارکان ایمان کا تعارف'' کے موضوع پر درس ہوا۔ ۲۴/اپریل کو مسجد اہل حدیث دارالسلام میں ''نواقض اسلام'' کے موضوع پر درس ہوا۔ ۲۸/اپریل کو مسجد اہل حدیث دارالسلام کوسہ ممبرا میں ''کفار سے مشابہت اور صراط مستقیم کے تقاضے'' کے موضوع پر درس ہوا۔

شیخ عنایت اللہ سنابلی مدنی۔حفظہ اللہ۔ ۱/اپریل کو کھنڈیلہ (راجستھان) میں ''دین کے فروغ میں خواتین کا کردار'' کے موضوع پر خطاب ہوا۔ ۸/اپریل کو مروڑ جنجیرہ (رائے گڑھ) میں اصلاحی وتربیتی خطاب ہوا۔ ۲۱/اپریل کو مسجد اہل حدیث دارالسلام کوسہ ممبرا میں سمر کیمپ کے موقع پر ''توحید وشرک اور اس کے اقسام کا تعارف'' کے موضوع پر درس ہوا۔ ۲۲/اپریل کو اورنگ آباد کی مسجد میں ''شرح کشف الشبھات'' پر درس ہوا۔ ۲۸/اپریل کو سامرود (گجرات) کے اضلاس میں ''دینی وعصری تعلیم ایک جائزہ'' کے موضوع پر خطاب ہوا۔ ۲۹/اپریل کو مسجد اہل حدیث دارالسلام کوسہ ممبرا میں سمر کیمپ کے موقع پر ''مسلمانوں کے حقوق، علماء کے حقوق، مہمانوں کے حقوق'' کا تفصیلی جائزہ کے موضوع پر درس ہوا۔ ۲۹/اپریل کر دارالتربیۃ سیلش نگر ممبرا میں ''علم پر عمل ضروری ہے'' کے موضوع پر خطاب ہوا۔

شیخ سرفراز فیضی۔حفظہ اللہ۔ ۲۸/اپریل کو ''دل کے اعمال'' اور ۳۰/اپریل کو ''اخلاقی برائیوں'' پر دارالسلام کوسہ ممبرا میں سمیر کورس میں درس ہوا۔ ۲۶/اپریل کو کاشی میرا میں سمر کورس میں ''دل کے اعمال'' پر بچوں کو درس دیا۔

شیخ محمد ایوب اثری۔حفظہ اللہ۔ ۲۳/اپریل کو جامع مسجد اہل حدیث خیرانی روڈ ساکی ناکہ کے بچوں کے سالانہ پروگرام میں ''علم دین کے حصول کے رہنما اصول'' پر خطاب ہوا۔

اعتذار

بعض قسط وار مضامین اس شمارے میں شامل نہیں ہیں ان شاء اللہ انہیں آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

Special Issue "AL-JAMAAH" Mumbai
May 2018

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی اپنے مقصد وجود اور مشن کی تکمیل میں بحمدللہ بساط بھر سرگرم عمل ہے اور خالص اسلام (کتاب وسنت) کی نشر واشاعت، دعوت الی اللہ، اصلاح نفوس، اصلاح ذات البین اور تعلیم وتربیت سے متعلق سرگرمیوں میں اپنا کردار نبھانے کی بھرپور سعی کررہی ہے۔ ذیل میں اس کی سرگرمیوں کا ایک خاکہ پیش کیا جارہا ہے۔

- ماہانہ تربیتی اجتماعات کا انعقاد۔
- جلسے اور کانفرنسیں۔
- انفرادی ملاقاتیں اور دعوتی دورے۔
- ہینڈبل، اشتہارات اور کتابوں کی اشاعت۔
- ہرماہ الجماعہ کی اشاعت۔
- مفت کتابوں کی تقسیم۔
- مکاتب کا ماہانہ تعاون۔
- ضرورت مند افراد کا تعاون۔
- مصائب وحادثات سے دوچار پریشان حال لوگوں کا تعاون۔
- نزاعات کے تصفیہ کے سلسلے میں تگ ودو۔
- دعاۃ کی تربیت کا اہتمام وغیرہ۔

دینی وجماعتی شعور رکھنے والے تمام غیرت مند افراد سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ مذکورہ مشن کی تکمیل میں جمعیت کا بھرپور تعاون فرمائیں۔ جزاھم اللہ خیراً

Published by :

SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI

14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 70.
Phone : 022-26520077 / Fax : 022-26520066 • ahlehadeesmumbai@gmail.com
@JamiatSubai subaijamiatahlehadeesmum SubaiJamiatAhleHadeesMumbai
www.ahlehadeesmumbai.org • aljamaahmonthly@gmail.com